﴿... اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِاللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ﴾ (آل عمران: ٧٤) ﴿... عَسٰى اَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا﴾ (بنی إسرائيل: ٨٠)

الفضل

ہفت روزہ

انٹرنیشنل

مدیر أعلیٰ نصیر أحمد قمر

جلد ۱ | جمعہ ۲۷ مئی ۱۹۹۴ء | شمارہ ۲۱

ارشادات عالیہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"خدا کا کلام مجھے فرماتا ہے کہ کئی حوادث ظاہر ہونگے اور کئی آفتیں زمین پر اتریں گی۔ کچھ تو ان میں سے میری زندگی میں ظہور میں آجائیں گی اور کچھ میرے بعد ظہور میں آئیں گی اور وہ اس سلسلہ کو پوری ترقی دے گا۔ کچھ میرے ہاتھ سے اور کچھ میرے بعد۔

یہ خداتعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے کہ اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور ان کو غلبہ دیتا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ کتب اللہ لاغلبن انا و رسلی (المجادلہ :۲۲) ۔ اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہو جائے اور اس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے اسی طرح خداتعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ ان کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اس کی تخم ریزی انہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے۔ لیکن اس کی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقعہ دے دیتا ہے اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔

غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔ (۱) اول خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔ (۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا۔ اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائیگی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردد میں پڑ جاتے ہیں اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں۔ تب خداتعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خداتعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا۔ جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی۔ اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے۔ تب خداتعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا۔

وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا

یعنی خوف کے بعد ہم ان کے پیر جما دیں گے ....

سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خداتعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلادے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خداتعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے .... وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے وہ سب کچھ تمہیں دکھلائیگا جس کا وعدہ اس نے فرمایا ہے۔ اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔ میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں۔ اور میرے بعد بعض اور وجود ہونگے جو دوسری قدرت کا مظہر ہونگے۔ سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو۔ اور چاہئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھادے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے۔ .... خداتعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا۔ ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خداتعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اس مقصد کی پیروی کرو۔ مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے اور جب تک کوئی خدا سے روح القدس پا کر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو۔

(الوصیت، روحانی خزائن، جلد ۲۰ صـ ۳۰۳ ـ ۳۰۷)

کراچی میں احمدی مسلمانوں کے گھروں پر حملہ

پوری بستی سے احمدیوں کا انخلاء

دس احمدی مسلمان زخمی ـ پندرہ گرفتار

(پریس ڈیسک ـ لندن)

کراچی کے حلقہ کورنگی کی بستی جو گلشن لطیف کہلاتی ہے۔ اس میں چند دنوں سے جماعت کے خلاف نفرت کی ایک مہم جاری ہے۔ اس بستی میں کل (۱۱) گھرانے احمدی مسلمانوں کے ہیں اور انہوں نے کوئی (۱۱) پلاٹ مکان بنانے کے لئے خرید رکھے ہیں۔

۲ مئی ۱۹۹۴ء کو اس بستی میں واقع احمدی گھرانوں کے بجلی کنکشن کاٹ دئے گئے۔ اور ۳ مئی کو پانی کے پائپ کاٹنے کی کوشش کی گئی جس پر جھگڑا ہوا اور مخالفین نے احمدی گھروں پر حملہ کر دیا جس کے نتیجہ میں (۱۰) احمدی زخمی ہوئے جن کے نام مندرجہ ذیل ہیں:۔

(۱) محمد علی صاحب، عمر ۶۰ سال۔ ان کے سر پر شدید چوٹیں آئیں۔ پولیس کی نگرانی میں ہسپتال لیجایا گیا جہاں ان کی مرہم پٹی کر کے فارغ کر دیا گیا۔ ان کی حالت تسلی بخش ہے۔

(۲) طارق بٹ صاحب، عمر ۳۲ سال۔ بائیں ہاتھ پر چوٹ لگی۔ ہڈی ٹوٹ گئی۔ پولیس کی نگرانی میں ہسپتال لیجایا گیا۔ ہسپتال میں داخل ہیں جہاں ان کا اپریشن کر کے ہڈی کو جوڑا گیا ہے۔

(۳) خالد محمود بٹ عمر ۲۵ سال۔ سر پر چوٹ لگی ہے۔ روبصحت ہیں۔

(۴) محمد علی صاحب کی بچی، عمر ۱۶ سال جس کو ڈنڈوں سے مارا گیا۔ اس نے غیر احمدی ہمسائے کے گھر میں پناہ لے کر جان بچائی۔

(۵) نور احمد شمس صاحب، عمر ۲۶ سال۔ ان کے جسم پر ڈنڈوں سے وار کئے گئے۔ پولیس والے زخمی حالت میں ہی گرفتار کر کے لے گئے۔

(۶) محمد اسلم صاحب عمر ۲۵ سال۔ سر پر چوٹ آئی ہے۔ ان کو رائفل کے بٹ مارے گئے۔ پولیس کی نگرانی میں ہسپتال لے جایا گیا۔ بعد میں پولیس انہیں گرفتار کر کے تھانہ لے گئی۔

بقیہ صـ ۱۵

مختصرات

حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی روزانہ کی مصروفیات میں سے ایک مصروفیت مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام "ملاقات" میں شمولیت ہے۔ یہ پروگرام روزانہ ایک گھنٹہ کے لئے پیش کیا جاتا ہے اور غیر معمولی دلچسپی اور توجہ سے دیکھا جاتا ہے۔ اس پروگرام کے بارہ میں یہ مختصر نوٹ بغرض ریکارڈ شائع کیا جاتے ہیں۔ ان کی مدد سے قارئین الفضل تفصیلی پروگرام تلاش کر سکتے ہیں۔

۱۶ اور ۱۷ مئی ۱۹۹۴ء: ان دونوں ایام میں حضور انور نے ہومیو پیتھی طریقہ علاج کے بارہ میں تعلیمی و تدریسی کلاس کا سلسلہ جاری رکھا۔ پہلے بیان کردہ مضامین کی دوہرائی کروائی گئی نیز بعض نئی ادویات کے خواص اور استعمال کی تفاصیل بیان فرمائیں۔

۱۸ مئی ۱۹۹۴ء: پروگرام کی ابتداء میں حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمارے ٹی وی پروگرام وسیع سے وسیع تر ہوتے جا رہے ہیں اور خداتعالیٰ نے چاہا تو بہت جلد زمین کے چپہ چپہ پر محیط ہو جائیں گے۔ فرمایا کہ یہ سب کام اللہ تعالیٰ نے کروائے ہیں۔ ہمارے تو وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ اتنی جلدی اور اتنی وسعت عطا ہو جائیگی۔ جماعت کی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ دنیا کی تاریخ میں پہلی بار ۱۲۰ زبانوں میں احادیث نبویہ کا ترجمہ شائع کرنے کی سعادت جماعت کو نصیب ہوئی۔ دوسرے مسلمانوں نے تو احادیث کو ایک رنگ میں نظرانداز ہی کر دیا تھا۔ یہ جماعت احمدیہ کی غیر معمولی خدمت ہے۔ قرآن مجید کے تراجم کے میدان میں بھی جماعت نے نمایاں خدمت کی سعادت پائی ہے۔ ۵۰ زبانوں میں مکمل تراجم شائع ہو چکے ہیں، ایک سو زبانوں میں تراجم مکمل ہو چکے ہیں۔ ۱۱۸ زبانوں میں منتخب آیات کے تراجم چھپ چکے ہیں۔

بعد ازاں حضور انور نے مولوی یوسف لدھیانوی صاحب کے رسالہ میں بیان کردہ آخری بات کا تنقیدی محاسبہ فرمایا۔ اس سلسل میں مسئلہ کفر و اسلام اور فرقہ ناجیہ کی تفصیل بیان فرمائی۔

۱۹ مئی ۱۹۹۴ء: ابتدائی بات چیت میں فرمایا کہ وقت کی اہم ضرورت یہ ہے کہ سب کو قرآن مجید کی صحیح تلاوت سکھائی جائے۔ ہدایت فرمائی کہ قرآن مجید کی صحیح تلاوت اور ترجمہ سکھانے کے لئے پروگرام بنائے جائیں۔ فرمایا کہ مختلف پروگراموں کے اوقات کی تعیین وسیع مشورہ کے بعد کی جائے۔

بقیہ صـ ۱۵

خلافت حقہ اسلامیہ

امت مسلمہ اس وقت جس قسم کے حالات سے دوچار ہے وہ نہایت درد انگیز ہیں۔ مشرق و مغرب میں مسلمان اپنا وقار کھو چکے ہیں۔ اسلام جو امن و سلامتی کا علمبردار مذہب ہے آج دنیا میں ظلم و تشدد پسند مذہب کے طور پر پہچانا جاتا ہے۔ مسلمان کے لفظ سے مغربی دنیا میں خصوصاً ایک متعصب، تنگ نظر، متشدد جنونی کا تصور ابھرتا ہے جو غیر مہذب، لڑاکا اور قتل و غارتگری کا رسیا ہے۔ حالانکہ بانی اسلام حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان کی تعریف یہ فرمائی تھی کہ مسلمان وہ ہے جس کے زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ یہ درست ہے کہ اسلام کے متعلق یہ ظالمانہ تاثر پھیلانے میں اسلام دشمن مغربی میڈیا کا بڑا دخل ہے لیکن اس المناک حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اسلام کے پاک اور مقدس نام پر جبر و تشدد اور خونریزی کا مکروہ داغ لگانے کے ذمہ دار خود بعض مسلمان ہی ہیں۔ مختلف اسلامی ممالک میں مذہبی جنون، تنگ نظری، فتنہ و فساد اور انتہا پسندی کے بڑھتے ہوئے واقعات بہت تشویشناک صورت اختیار کرتے جا رہے ہیں۔

جہاں تک مسلمان حکومتوں کا تعلق ہے تو عام سادہ لوح مسلمان پہلے یہی خیال کرتے تھے کہ سعودی عرب کی حکومت اور اسی طرح دیگر عرب ریاستیں جو تیل کی دولت سے مالا مال ہیں شاید اس بات کی استطاعت رکھتی ہیں کہ وہ اپنے مالی وسائل کو بروئے کار لا کر اسلام اور مسلمانوں کی بھلائی کا کام کر سکتی ہیں۔ لیکن خلیج کی جنگ اور اس کے بعد کے حالات نے ان حکومتوں کے مسلمانوں کی بہبود اور خدمت اسلام کے دعووں کی قلعی خوب کھول دی ہے اور اب ہر کس و ناکس یہ جانتا ہے کہ ان کے اسلام اور مسلمانوں کی محبت کے دعوے کھوکھلے ہیں۔ انہیں صرف اپنے اقتدار اور ذاتی مفادات عزیز ہیں۔ انہوں نے کیا خدمت اسلام کرنی ہے۔ یہ تو خود غیر مسلم طاقتوں کے حلیف اور اپنی بقا کے لئے غیر مسلموں کے آگے دست سوال دراز کرنے والے ہیں۔

مختلف اسلامی ممالک پر نظر دوڑائیں وہ اندرونی طور پر بھی امن و امان کے فقدان اور عدم استحکام کا شکار ہیں۔ اخلاقی لحاظ سے بھی مسلمان تیزی کے ساتھ روبہ تنزل اور انحطاط ہیں۔ جھوٹ، بدزبانی، رشوت ستانی، دھوکہ اور فراڈ تو عام بات ہے لیکن کھلے کھلے فحشاء اور اغواء، قتل، ڈکیتی اور آبروریزی جیسے قبیح جرائم میں بھی خوفناک حد تک اضافہ کا رجحان ہے۔ ایک پاکستان ہی کو لیجئے جو اس وقت سب سے بڑی اسلامی جمہوری مملکت کہلاتا ہے اور جہاں ایک لمبے عرصہ سے نفاذ اسلام کی کوششیں حکومت کی سرپرستی میں کی جا رہی ہیں۔ وہاں نہ لوگوں کی جان محفوظ ہے نہ مال اور نہ عزت و آبرو۔ بیان کیا جاتا ہے کہ وہاں اوسطاً ہر تین گھنٹہ میں ایک آبروریزی کا واقعہ ہوتا ہے۔

اس ساری صورتحال کا علاج کیا ہے؟ بعض کا خیال ہے کہ علماء کا کام ہے کہ وہ مسلمانوں کی رہنمائی کریں اور اصلاح و تربیت کر کے ان کی صفوں میں اتحاد پیدا کریں۔ لیکن اگر آپ آج کے علماء کے کردار پر نظر ڈالیں تو معلوم ہو گا کہ مسلمانوں کو اس ذلت کے مقام تک پہنچانے اور ان میں تفرقہ اور انتشار پیدا کرنے کے ذمہ دار یہی علمائے سوء ہیں اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ان پر صادق آتا دکھائی دیتا ہے کہ "علمائہم شر من تحت ادیم السماء" اور یہ کہ "منہم تخرج الفتنۃ و فیہم تعود" فتنہ انہی سے پیدا ہو گا اور واپس انہی میں لوٹے گا۔ بعض کا خیال ہے کہ طاقت کے زور سے تمام برائیوں کی اصلاح کی جائے اور اسلامی تعلیمات کا نفاذ ہو۔ چنانچہ بعض حکمرانوں نے جبر کے ساتھ نفاذ اسلام کی کوششیں کیں لیکن ان کی یہ کوششیں "لا اکراہ فی الدین" کے اٹل، بنیادی اصول سے متصادم تھیں اس لئے وہ بھی ناکام و نامراد رہے۔ بعض کا خیال ہے کہ چونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں تمکنت دین کو خلافت سے وابستہ فرمایا ہے اس لئے خلافت کا قیام عمل میں لایا جائے۔ یہ درست ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے کہ وہ خلافت کے ذریعہ دین کو تمکنت بخشے گا اور مومنوں کے خوف کو امن میں بدل دے گا لیکن اس جگہ یہ بھی ذکر ہے کہ اس کا یہ وعدہ ایسی خلافت کے ساتھ وابستہ ہے جو وہ خود قائم فرمائے۔ یہی وجہ ہے کہ خلافت کے قیام کی تمام انسانی ترکیبیں ناکام ہوئیں کیونکہ اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی کے مطابق حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کو مبعوث فرما کر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا بابرکت نظام قائم فرمایا۔ اور یہی وہ خلافت حقہ اسلامیہ ہے جس کے ذریعہ دنیا بھر میں تمکنت دین اسلام کا عظیم الشان کام ہو رہا ہے۔ اور جماعت احمدیہ اپنے مقدس خلفاء کی بابرکت قیادت میں آسمانی تائیدوں اور الٰہی نصرت کے عظیم الشان نشانوں سے مدد پاتے ہوئے شاہراہ غلبہ اسلام پر آگے ہی آگے بڑھتی چلی جا رہی ہے اور آج اسلام کی ساری ترقیات خلافت سے وابستہ ہیں۔

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

"اسلام کبھی ترقی نہیں کر سکتا جب تک خلافت نہ ہو۔ ہمیشہ اسلام نے خلفاء کے ذریعہ ترقی کی ہے اور آئندہ بھی اسی ذریعہ سے ترقی کرے گا"۔

(درس القرآن صہ ۷۲، مطبوعہ نومبر ۱۹۲۱ء)

پس خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے کہ خلافت کی برکتوں سے ہی دین اسلام، تمکنت، شان و شوکت اور غلبہ حاصل کر سکتا ہے اس کے علاوہ اور کوئی نظام یا طریقہ کار نہیں جو اسلام کے لئے ترقی کا موجب بن سکے۔

احادیث النبی ﷺ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ. لاَ تَحَاسَدُوْا وَلاَ تَنَاجَشُوْا وَلاَ تَبَاغَضُوْا وَلاَ تَدَابَرُوْا وَلاَ يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ، وَكُوْنُوا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا. اَلْمُسْلِمُ اَخُوا الْمُسْلِمِ. لاَ يَظْلِمُهُ وَلاَ يَحْقِرُهُ وَلاَ يَخْذُلُهُ. اَلتَّقْوٰى هٰهُنَا وَيُشِيْرُ اِلٰى صَدْرِهٖ ثَلاَثَ مَرَّاتٍ. بِحَسْبِ امْرِئٍ مِّنَ الشَّرِّ اَنْ يَحْقِرَ اَخَاهُ الْمُسْلِمِ. كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهُ وَمَالُهُ وَعِرْضُهُ. (مسلم كتاب البر والصلة، باب تحريم ظلم المسلم وخذله)

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک دوسرے سے حسد نہ کرو۔ ایک دوسرے کے سودے نہ بگاڑو۔ ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو اور ایک دوسرے سے بے رخی نہ کرو۔ تم میں سے کوئی دوسرے کے سودے پر سودا نہ کرے۔ اللہ کے بندے بھائی بھائی بن کر رہو۔ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے وہ اس پر نہ ظلم کرتا ہے نہ تحقیر کرتا ہے نہ رسوا کرتا ہے۔ تقویٰ یہاں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سینے کی طرف تین دفعہ اشارہ کر کے فرمایا تقویٰ یہاں ہے۔ ایک انسان کے لئے یہی برائی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی تحقیر کرے۔ ہر مسلمان کی تین چیزیں دوسرے مسلمان پر حرام ہیں۔ اس کا خون، اس کا مال، اور اس کی آبرو۔

تو ہے کہ میں ہوں؟

بتا بزم جانانہ تو ہے کہ میں ہوں؟
محبت کا خم خانہ تو ہے کہ میں ہوں؟

پراگندہ دل تو۔ میں تمکین وحدت
خلافت سے بے گانہ تو ہے کہ میں ہوں

فروزاں میں دیں سے۔ تو دیں سے گریزاں
خورستان فارانہ تو ہے کہ میں ہوں؟

لبالب میں ہر دم۔ تہی تیرا ساغر
بتا ننگ میخانہ تو ہے کہ میں ہوں

تو کاخ منافق۔ میں مومن کا مامن
سرائے دو عنوانہ تو ہے کہ میں ہوں؟

مکیں مجھ میں یوسف۔ زلیخائی تجھ میں
چمن زار کنعانہ تو ہے کہ میں ہوں

میں مشکوئے مہدی۔ تو اعدا کا مسکن
حریم حجازانہ تو ہے کہ میں ہوں

خدا لگتی کہنا دیار حسوداں
محمدؐ کا دیوانہ تو ہے کہ میں ہوں؟

(مصلح الدین احمد راجیکی مرحوم)

صراط مستقیم

ہوں تہتر سارے حق پر چپقلش کے باوجود
بات یہ تسلیم کر سکتی نہیں عقل سلیم
اب بہتر نے الگ ہو کر یہ واضح کر دیا
کون سے فرقے کا مسلک ہے صراط مستقیم

(قیصر ملک)

خلافت احمدیہ کی برکات

(بشیر احمد خان رفیق)

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِى ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِىْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِىْ شَيْـًٔا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ (سورہ النور: ۵۶)

اللہ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسب حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو زمین میں خلیفہ بنا دے گا۔ جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنادیا تھا۔ اور جو دین اس نے انکے لئے پسند کیا ہے وہ ان کے لئے اسے مضبوطی سے قائم کردے گا اور ان کے خوف کی حالت کے بعد وہ ان کے لئے امن کی حالت تبدیل کر دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے اور کسی چیز کو میرا شریک نہیں بنائیں گے اور جو لوگ اس کے بعد انکار کریں گے وہ نافرمانوں میں سے قرار دئے جائیں گے۔

سورہ نور کی اس آیت میں جو آیت استخلاف کے نام سے معروف ہے چار بنیادی انعامات یا اثمار شیریں کا ذکر ہوا ہے۔

اول، خلافت کے ذریعہ تمکنت فی الدین کا عطا ہونا۔

دوم، خوف کی حالت کا امن میں بدل جانا۔

سوم، عبادات کا قیام۔

چہارم، شرک سے اجتناب۔

اس آیت میں جس پہلے انعام کا ذکر ہوا ہے وہ خلافت کے ذریعہ تمکنت فی الدین کا حاصل ہونا ہے۔ یعنی نبوت کے درخشاں اور تاباں دور کے اختتام پر اللہ تعالیٰ خلافت کا بابرکت نظام قائم کر کے دین کے غلبہ اور تمکنت کے سامان پیدا کر دیتا ہے۔ اور نبی کی وفات سے جو ایک زلزلہ برپا ہوتا ہے اور مومنین پر سخت گھبراہٹ اور خوف کی حالت طاری ہو جاتی ہے اور معاند یہ سمجھنے لگتے ہیں کہ شجر نبوت کو اب اکھیڑ دیا جائے گا۔ ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ خلافت کو قائم کر کے دین کو اس کے ذریعہ تمکنت اور شوکت بخش دیتا ہے اور خلافت حقہ کے سامنے بڑی بڑی طاقتوں کو جو اس کے خلاف کھڑی ہوتی ہیں جھکا دیتا ہے اور انہیں خلافت کے مقابل پر نیست و نابود کر دیتا ہے اور مومنین کے دلوں پر سکینت کا نزول ایسے رنگ میں ہو جاتا ہے کہ ان کے دلوں سے دشمن کی ہیبت اور اس کا خوف نہ صرف کلیۃً عنقا ہو جاتا ہے بلکہ دشمن پر مومنین کا رعب طاری ہو جاتا ہے۔

اوائل اسلام میں ہم اس کا نظارہ کر چکے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے معاً بعد عرب کے بعض غیر تربیت یافتہ قبائل نے یہ سمجھ کر کہ اسلام کی مرکزی قوت اب باقی نہیں رہی، علم بغاوت بلند کر دیا اور زکوٰۃ کی ادائیگی سے انکار کر دیا۔ بعض قبائل نہ صرف مرتد ہو گئے بلکہ اسلام کے خلاف صف آرا ہو گئے اور بظاہر یہ سمجھا جانے لگا کہ اسلام کا چراغ اب بجھا کہ بجھا۔ ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو بکرؓ کو کھڑا کیا جو عتیق القلب مشہور تھے۔ عمر کے لحاظ سے بڑھاپے میں قدم رکھ چکے تھے اور بظاہر یہ لگتا تھا کہ اسلام کے خلاف اٹھنے والے طوفان کا رخ موڑنا ان کے بس کی بات نہیں ہے۔ لیکن دشمنان اسلام کی توقعات کے برعکس اللہ تعالیٰ نے خلافت کو قائم کر کے حضرت ابو بکرؓ کے ذریعہ دشمن کے منصوبوں کا تار و پود بکھیر دیا اور اسلام کو آپ کے ذریعہ تمکنت نصیب ہوئی۔ اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"جب کوئی رسول یا مشائخ وفات پاتے ہیں تو دنیا پر ایک زلزلہ آجاتا ہے اور وہ ایک بہت ہی خطرناک وقت ہوتا ہے۔ مگر خدا کسی خلیفہ کے ذریعہ اس کو مٹاتا ہے اور پھر گویا اس امر کا از سر نو اس خلیفہ کے ذریعہ اصلاح اور استحکام ہوتا ہے۔"

(الحکم ۱۴ اپریل ۱۹۰۸ء۔ ۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے معاً بعد اسلام کی کیا حالت ہوئی۔ مشہور مصری ادیب محمد حسین ہیکل اپنی کتاب "ابو بکر" میں تحریر فرماتے ہیں:

"رسول اللہ کی وفات سے مسلمانوں کی حالت اس بکری کی سی ہو گئی جو جاڑے کی سرد اور بارش والی رات کو صحرائے لق و دق میں بغیر چرواہے کے رہ جائے اور اسے سر چھپانے کو کہیں جگہ نہ مل سکے۔"

(ص۔ ۱۳۷، مترجم شیخ محمد احمد پانی پتی، ناشر مکتبہ جدید انار کلی، لاہور، طبع ۱۹۵۷ء)

بے سرو سامانی کی اس حالت کا نقشہ سید امیر علی صاحب نے یوں کھینچا ہے:۔

"اسلام تقریباً مدینہ کی حدود میں سمٹ کر رہ گیا۔ ایک مرتبہ پھر ایک شہر کو سارے جزیرہ نما کی فوجوں سے لڑنا تھا۔"

(تاریخ اسلام۔ ۲۷، مترجم عبد الباری علیگ، پبلشر محمد حنیف اردو اکیڈمی لاہور)

ایک طرف یہ حالت تھی اور دوسری طرف اسامہؓ کا لشکر جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رومی حکومت کے مقابلے کے لئے روانہ کیا تھا اور جو ابھی مدینہ کی حدود سے ذرا باہر پڑاؤ کئے ہوئے تھا اور جسے اگر روکا جاتا تو دشمنوں کے حوصلے بڑھ جانے کا امکان تھا کہ وہ مدینہ پر حملہ آور ہو جائیں۔ ایسے وقت میں اہل الرائے صحابہ کرامؓ نے حضرت ابو بکرؓ کو مشورہ دیا کہ جیش اسامہؓ کو روک دیا جائے اور حالات سازگار ہونے پر لشکر کو کوچ کا حکم دیا جائے۔ حضرت ابو بکرؓ نے اس مشورہ کو رد کرتے ہوئے فرمایا:۔

"ابو قحافہ کے بیٹے کی کیا مجال ہے کہ اس لشکر کی روانگی میں تاخیر کرے جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روانگی کا حکم دیا تھا۔ خدا کی قسم! اگر صحرا کے کتے بھی مدینہ میں گھس آئیں اور ازواج مطہرات کے پاؤں تک گھسیٹنے لگیں تب بھی میں اس لشکر کو جانے سے نہیں روکوں گا جسے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیار کیا تھا اور جو جھنڈا رسول خدا نے باندھا تھا میں اسے ہرگز نہیں کھولوں گا۔ یہ لشکر جائے گا اور ضرور جائے گا"۔

[تاریخ الخلفاء۔ ۸۹۔ مؤلفہ امام جلال الدین سیوطی۔ مترجم اقبال الدین احمد۔ ناشر نفیس اکیڈمی کراچی۔ طبع اول مارچ ۱۹۶۳ء و الکامل فی التاریخ لابن الاثیر۔ جلد ۲۔ ۳۳۴ بیروت ۱۹۶۵ء]

لشکر روانہ ہوا، دشمنوں کے دلوں پر رعب طاری ہو گیا اور چند ماہ کے اندر اندر سارا عرب حلقہ بگوش اسلام و خلافت ہو گیا اور دین کو تمکنت اور شوکت حاصل ہو گئی۔ منکرین زکوٰۃ کو مخاطب کرتے ہوئے آپ نے پر جلال انداز میں فرمایا:۔

"خدا کی قسم میں ہمیشہ خدا کے حکموں پر عمل کروں گا اور اس کی راہ میں جہاد جاری رکھوں گا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہمارے کام کو پایہ تکمیل تک پہنچا دے اور ہمارے لئے اپنے عہد پورے فرما دے۔ کیونکہ اس کے وعدہ میں تخلف نہیں۔ اسی نے ہمیں ارشاد فرمایا ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

خدا کی قسم! اگر وہ لوگ ایک رسی کو بھی روک لیں گے جو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا کرتے تھے اور اس بغاوت میں ان کے ساتھ، جنگلوں کے مکین، شہروں کے باشندے اور سر برآوردہ لوگ اور عوام بھی شامل ہو جائیں تو بھی میں آخر دم تک ان کے خلاف علم جہاد بلند رکھوں گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نماز اور زکوٰۃ میں قطعاً کوئی امتیاز نہیں کیا۔

[کنز العمال جلد ۳۔ ۱۴۲، حدیث ۲۳۵۳ ترجمہ مطبوعہ ۱۳۱۳ھ حیدر آباد]

حضرت ابو بکر اور خلافت حقہ کے ذریعہ دین کو تمکنت و شوکت نصیب ہوئی۔ اس کا اعتراف غیروں نے بھی دل کھول کر کیا۔ میں صرف ایک حوالہ پر ہی اکتفاء کرتا ہوں۔ مشہور امریکن مؤرخ واشنگٹن ارونگ لکھتے ہیں:۔

"It is singular to see the fate of the once mighty and magnificent empires of the orient, Syria, Chaldea, Babylonia, and the dominions of the Medes and Persians, thus debated and decided in the mosque of Medina, by a handful of grey headed Arabs, who but a few years previously had been homeless fugitives". (*Lives of the successors of Mohamet* by Washington Irving, London, Published by John Murray, Albemarle Street, 1950).

یہ ہے خلافت کی شان اور اس کا شیریں ثمر۔

ہمارے اپنے زمانہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے وصال پر مولوی محمد علی صاحب اور ان کے چند ساتھیوں نے جو اپنے آپ کو جماعت کا کرتا دھرتا سمجھتے تھے اور بزعم خویش جماعت کے تعلیم یافتہ ممبران کہلاتے تھے، نے خلافت سے بغاوت کا اعلان کر دیا اور یہاں تک کہہ دیا کہ ان لوگوں کے خلافت سے الگ ہو جانے اور قادیان سے چلے جانے کی صورت میں قادیان کے دینی مراکز بند ہو جائیں گے اور خلافت کی عمارت دھڑام سے زمین بوس ہو جائے گی۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے تعلیم الاسلام ہائی اسکول قادیان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہاں تک کہا کہ:

"ہم جاتے ہیں اور تم دیکھ لوگے کہ اس جگہ دس سال کے اندر اندر احمدیت نابود ہو کر عیسائیوں کا قبضہ ہو جائے گا۔"

[الفضل ۳ جنوری ۱۹۴۰ء۔ ۳]

انہوں نے کثرت سے ایسا لٹریچر شائع کیا جس سے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے عقائد کو بری سے بری شکل میں دکھا کر احمدیوں اور غیر احمدیوں کے جوش و غضب کو حضورؓ کے خلاف بڑھانا مقصود تھا۔ ان کی کوششوں اور منصوبوں کا ذکر کرتے ہوئے حضورؓ فرماتے ہیں:۔

"جب انہوں نے شمالی ہند اور دیگر ممالک میں میری ناچیز کوششوں کو بار آور ہوتے دیکھا اور خدا تعالیٰ کے فضلوں کو مجھ پر نازل ہوتے مشاہدہ کیا تو انہوں نے اور کوئی حیلہ کارگر ہوتا ہوا نہ دیکھ کر یہ تدبیر، جسے وہ بہت دفعہ ہندوستان میں بھی استعمال کر چکے ہیں، اختیار کی کہ میرے عقائد کو بری سے بری شکل میں دکھا کر اور ایسے الفاظ میں لکھ کر کہ جن کے پڑھنے سے ہر ایک غیر احمدی کا سینہ جوش غضب سے بھر جاوے اور اس کی آنکھوں میں خون اتر آئے اور بہت سے غلط واقعات سے اس کو زیب دے کر غیر ممالک میں شائع کیا۔ جس سے ان کی یہ غرض تھی کہ لوگوں میں اس سلسلہ کی نسبت ایک عام جوش پھیل جاوے۔ اور وہ لوگ اس سے بدظن ہو کر اس میں داخل ہونے سے رک جاویں اور جو تھوڑے سے لوگ باوجود مرکز سلسلہ سے دور اور دشمنوں میں گھرے ہوئے ہونے کے، ہر قسم کے مخالف حالات کی موجودگی میں خدا تعالیٰ کی آواز سن کر اس پر لبیک کہتے ہوئے دوڑ پڑے تھے۔ ان کی آگے ہی بڑھی ہوئی مخالفتیں اور بھی بڑھ جائیں اور غضب سے اندھے ہوئے ہوئے دشمن ان کو اپنے غصہ کی آگ میں جلا کر راکھ کر دیں۔

[آئینہ صداقت۔ ۶ اشاعت ۲۶ دسمبر ۱۹۲۱ء ناشر نظارت تالیف و تصنیف قادیان]

دنیا نے دیکھ لیا کہ خلافت احمدیہ کے ذریعہ دین کو تمکنت نصیب ہوئی اور خلافت کو ماننے والے دن بدن بڑھتے چلے گئے اور شجر خلافت ان کی آنکھوں کے سامنے ایک تناور اور سایہ دار اور ثمر دار درخت

SUPPLIERS OF CATERING MATERIAL FOR WEDDINGS, PARTIES AND OTHER SOCIAL FUNCTIONS

ABBA

CATERING SUPPLIES
081 574 8275
081 843 9797

بن گیا جس کے فرحت بخش سائے تلے کروڑوں کو چین و اطمینان نصیب ہوا اور ہو رہا ہے۔

ابھی صرف چند سال کی بات ہے کہ پاکستان میں ایک آمر پیدا ہوا اور فرعون موسیٰ کی طرح اس نے یہ اعلان کیا کہ وہ احمدیت کو نعوذباللہ نیست و نابود کر دے گا۔ اس کو زعم تھا اور گھمنڈ تھا اپنی حکومت و آمریت کا، اپنی مطلق العنانی اور فرعونیت کا، اپنے جاہ و جلال کا۔ وہ سمجھتا تھا کہ "ہمچو ما دیگرے نیست"۔ اس نے اپنے گھناؤنے عزائم پر پردہ ڈالنے کی خاطر مذہب کا لبادہ اوڑھ رکھا تھا۔ اس کے حکم سے احمدی مظلوموں کو گھروں سے بے گھر کیا گیا۔ ان کی ہری بھری کھیتیوں کو اور شاداب اور لہلہاتی فصلوں کو نذر آتش کیا گیا۔ ان کو ملازمتوں سے محروم کیا گیا اور سینکڑوں بے زبان اور مظلوم احمدیوں کو پابند سلاسل کیا گیا۔ درجنوں کو بے دردی سے شہید کیا گیا۔ غرض ان کی زندگیوں کو ان پر تنگ کر دیا گیا۔

یہ فرعون وقت اپنے حواریوں اور چیلے چانٹوں کے جھرمٹ میں یہ کہتا پھرا کہ میں اور میری حکومت (نعوذ باللہ) احمدیت کے سرطان کو جڑ سے اکھاڑ پھینک دیں گے۔ اس غرض کے لئے اس نے اپنے خزانوں کے منہ کھول دئے اور ملاؤں کو قوم پر پیر تسمہ پا کی طرح مسلط کر دیا۔ ان خوف و پریشانی اور گھبراہٹ کے ایام میں خدا کا شیر اور اس کا قائم کردہ خلیفہ حضرت مرزا طاہر احمد میدان میں آیا اور باوجود بظاہر بے سرو سامانی کے اور دنیوی طاقت و دبدبہ نہ ہونے کے اس فرعون کو للکارتے ہوئے فرمایا۔ ؎

ہے تیرے پاس کیا گالیوں کے سوا
ساتھ میرے ہے تائید رب الوریٰ
کل چلی تھی جو لیکھو پہ تیغ دعا
آج بھی اذن ہوگا تو چل جائے گی

اور پھر دنیا نے دیکھ لیا اور ہم اس کے گواہ ہیں کہ عین اس پیش گوئی کے مطابق اس آمر اور فرعون وقت کے جسم کے پرخچے اڑ گئے اور اس کا انجام لیکھرام کی طرح ہوا۔ اور اس کے منصوبوں کا تار و پود بکھر گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس ظالم کو آگ کی سزا دے کر گویا اسی دنیا میں ہی اسے واصل جہنم کر دیا اور اس اعلان کا دوسرا حصہ بھی بڑی شان سے پورا ہوا کہ اس کے قاتلوں کا بھی لیکھرام کے قاتلوں کی طرح کوئی سراغ نہ مل سکا۔

تمکنت دین کی اس سے واضح اور بین مثال کوئی پیش تو کرے! آیت استخلاف میں خلافت سے وابستگی کا دوسرا ثمر

ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا

ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے خوف کو امن میں بدل دیتا ہے اور خلافت کی برکت سے وہ دن بدن خوف سے امن میں داخل ہوتے چلے جاتے ہیں۔

۱۹۸۴ء میں جب ضیاء حکومت نے اپنا ایک ظالمانہ آرڈیننس نافذ کر کے خلافت احمدیہ کو خدانخواستہ ملیامیٹ کرنے کا پروگرام بنایا اور بزعم خویش مومنین کو سخت خوف اور پریشانی میں ڈالا۔ یہ وہ وقت تھا کہ کسی احمدی کو بھی اپنی جان و مال یا عزت کے لٹ جانے کا خوف نہ تھا۔ خوف تھا تو صرف یہ کہ ان کے پیارے آقا اور امام کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ ان کے دل صرف اس بات سے لرزاں تھے کہ دشمن کہیں ان کے جان و دل سے عزیز اور پیارے آقا پر ہاتھ نہ ڈالے۔ وہ دعاؤں میں لگے ہوئے تھے اور خدا کے آستانہ پر سجدہ ریز تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس دور کا نقشہ کچھ یوں کھینچا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"اس دور میں یعنی ۱۹۸۴ء کی جو شرارت ہے اس میں ایک مکمل سکیم کے تابع پاکستان میں جماعت احمدیہ کے مرکز کو ملیامیٹ کرنے کا ارادہ تھا اور جماعت کی ہر اس انسٹی ٹیوشن، ہر اس تنظیم پر ہاتھ ڈالنے کا ارادہ تھا جس کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ چنانچہ سب سے پہلے انہوں نے ایسے قوانین بنائے جن کے نتیجہ میں خلیفہ وقت پاکستان میں رہتے ہوئے خلافت کا کوئی بھی فریضہ سرانجام نہیں دے سکتا۔ خلیفہ وقت اگر پاکستان میں السلام علیکم بھی کہے تو حکومت کے پاس یہ ذریعہ موجود ہے اور وہ قانون موجود ہے جس کو بروئے کار لا کر اسے پکڑ کر تین سال کے لئے جماعت سے الگ کر دے۔ اور یہی نیت تھی اور اب بھی ہے۔ یہ خلافت کے قلع قمع کی نہایت بھیانک سازش تھی اور جس کی پہلی کڑی یہ سوچی گئی کہ خلیفہ وقت اگر اپنے آپ کو کسی طرح بھی مسلمان ظاہر کرے تو فوری طور پر قید کر کے تین سال کے لئے جماعت سے الگ کر دیا جائے"۔

پھر فرماتے ہیں:۔

"......ایک رات پہلے میں یہ عہد کر چکا تھا کہ خدا کی قسم میں احمدیت کی خاطر جان دے دوں گا اور دنیا کی کوئی طاقت مجھے اس سے روک نہ سکے گی۔ اس رات خدا تعالیٰ نے مجھے ایسی اطلاعات دیں جن کے نتیجہ میں اچانک میرے دل کی کایا پلٹ گئی۔ اس وقت مجھے محسوس ہوا کہ جماعت کے خلاف کتنی بھیانک سازش ہے۔ جسے ہر قیمت پر ناکام بنانا میرا فرض ہے۔ اور وہ سازش یہ تھی کہ خلیفہ وقت کو قتل کر دیا جائے اور جب جماعت اس پر ابھرے تو پھر نظام خلافت پر حملہ کیا جائے۔ ربوہ کو فوج کے ذریعہ ملیامیٹ کیا جائے اور وہاں خلافت کا نیا انتخاب نہ ہونے دی جائے اور خلافت کی انسٹی ٹیوشن ہی ختم کر دی جائے"۔

دشمن کی یہ خوفناک سازش خلافت کی برکت سے خدا تعالیٰ کی تقدیر سے ٹکرا کر پاش پاش ہو گئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دشمن کے تمام ناپاک عزائم کو ملیامیٹ کرتے ہوئے ان کی آنکھوں کے سامنے پاکستان سے باہر تشریف لے گئے۔ اور مومنین پر یکبارگی امن، اطمینان اور سکینت کا دور طلوع ہو گیا اور ان کے خوف کی حالت امن میں تبدیل ہو گئی۔

دشمن نے ربوہ پر پانچ انٹیلی جنس ایجنسیاں مسلط کر دی تھیں جو ربوہ میں ہر حرکت کی بالعموم اور حضور کی بالخصوص نگرانی کر رہی تھیں۔ ہوائی اڈوں کو یہ ہدایت بھجوائی جا چکی تھی کہ جماعت احمدیہ کے امام کو کسی بھی قیمت پر ملک سے باہر نہ جانے دیا جائے۔ فوج اور پولیس کو چوکس کر دیا گیا تھا۔ ربوہ ایک محاصرہ کی شکل میں تھا۔ لیکن جیسے ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم دشمنوں کے نرغے سے صحیح سلامت نکل کر مدینہ تشریف لے گئے تھے اسی طرح حضور کے غلام اور خادم حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع بھی دشمنوں اور ایک جابر آمر کے پنجوں سے یوں نکل آئے کہ دشمن آج تک دانت پیستا چلا جا رہا ہے۔ حال ہی میں ایک عیسائی انگریز مصنف مسٹر آدم سن نے ایک کتاب A Man of God کے نام سے لکھی ہے۔ اس کتاب کا وہ باب جس میں حضور کے معجزانہ طور پر پاکستان سے باہر تشریف لانے کا ذکر ہے پڑھنے کے قابل ہے اور ہر احمدی کے لئے ازدیاد ایمان کا باعث ہے۔

ماضی پر نظر دوڑائیں تو ۱۹۳۴ء میں بھی جماعت احمدیہ پر ایک خوف کا زمانہ آیا تھا۔ احرار اور حکومت پنجاب کے انگریز گورنر مسٹر ایمرسن کی ملی بھگت سے جماعت کے خلاف ایک خوفناک سازش تیار کی گئی تھی۔ حکومت سے شہ پا کر احرار نے یہاں تک اعلان کر دیا تھا کہ وہ ایک سال کے اندر اندر جماعت کو صفحہ ہستی سے نابود کر دے گی۔ اور بقول ان کے جماعت کا نام و نشان بھی باقی نہیں رہے گا۔ یہ داستان طویل ہے صرف ایک واقعہ پر ہی اکتفا کرتا ہوں۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:۔

"ایک دن سر سکندر حیات خان صاحب نے مجھے کہلا بھیجا کہ اگر کشمیر کمیٹی اور احرار میں کوئی سمجھوتہ ہو جائے تو حکومت کسی نہ کسی رنگ میں فیصلہ کر دے گی۔ میں چاہتا ہوں کہ اس بارہ میں دونوں میں تبادلہ خیالات ہو جائے۔ کیا آپ ایسی مجلس میں شریک ہو سکتے ہیں۔ میں نے کہا مجھے شریک ہونے میں کوئی عذر نہیں۔ چنانچہ یہ میٹنگ سر سکندر حیات خان کی کوٹھی پر لاہور میں ہوئی اور میں بھی اس میں شامل ہوا۔ چوہدری افضل حق صاحب بھی وہیں تھے۔ باتوں باتوں میں جوش میں آ گئے اور میرے متعلق کہنے لگے کہ انہوں نے الیکشن میں میری کوئی مدد نہیں کی اور اب تو ہم نے فیصلہ کر لیا ہے کہ احمدیہ جماعت کو کچل کر رکھ دیں۔ میں نے مسکراتے ہوئے کہا اگر جماعت احمدیہ کسی انسان کے ہاتھ سے کچلی جا سکتی تو کبھی کی کچلی جا چکی ہوتی اور اب بھی اگر کوئی انسان اسے کچل سکتا ہے تو یقیناً یہ رہنے کے قابل نہیں ہے۔ پھر میں نے کہا یہ بھی درست نہیں کہ میں نے الیکشن میں آپ کی مدد نہیں کی۔ ایک الیکشن میں میں نے آپ کی مخالفت کی ہے اور ایک الیکشن میں آپ کی مدد کی ہے۔ سر سکندر حیات خان بھی کہنے لگے افضل حق تم بات بھول گئے ہو انہوں نے الیکشن میں تمہاری مدد کی تھی صرف ایک الیکشن میں انہوں نے تمہاری مخالفت کی ہے۔ وہ کہنے لگے۔ میری بڑی ہتک ہوئی ہے اور اب تو میں نے احمدیت کو کچل کر رکھ دینا ہے"۔

("الموعود" صہ ۱۷۳۔۱۷۴، ناشر الشرکۃ الاسلامیہ لیمٹڈ ربوہ دسمبر ۱۹۶۱ء)

حضرت مصلح موعودؓ مزید فرماتے ہیں

"احرار میرے مقابل میں اٹھے، احرار کو بعض ریاستوں کی بھی تائید حاصل تھی کیونکہ کشمیر کمیٹی کی صدارت جو میرے سپرد کی گئی تھی۔ اس کی وجہ سے کئی ریاستوں کو یہ خیال پیدا ہو گیا تھا کہ اس زور کو توڑنا چاہئے۔ ایسا نہ ہو یہ کسی اور ریاست کے خلاف کھڑے ہو جائیں یا پھر کشمیر کے خلاف ہی اپنی جدوجہد کو شروع کر دیں۔ چنانچہ احرار نے ۱۹۳۴ء میں شورش کی اور اس قدر مخالفت کی کہ تمام ہندوستان کو ہماری جماعت کے خلاف بھڑکا دیا۔ اس وقت مسجد میں منبر پر کھڑے ہو کر میں نے ایک خطبہ میں اعلان کیا کہ تم احرار کے فتنہ سے مت گھبراؤ۔

خدا مجھے اور میری جماعت کو فتح دے گا۔ کیونکہ خدا نے جس راستہ پر مجھے کھڑا کیا ہے فتح کا راستہ ہے۔ جو تعلیم مجھے دی گئی ہے وہ کامیابی تک پہنچانے والی ہے اور جن ذرائع کے اختیار کرنے کی اس نے مجھے توفیق دی ہے وہ کامیاب و بامراد کرنے والے ہیں۔ اس کے مقابلے میں زمین ہمارے دشمنوں کے پاؤں سے نکل رہی ہے اور میں ان کی شکست کو ان کے قریب آتے دیکھ رہا ہوں۔ وہ جتنے زیادہ منصوبے کرتے ہیں اور اپنی کامیابی کے نعرے لگاتے ہیں۔ اتنی ہی نمایاں مجھے ان کی موت دکھائی دیتی ہے۔"

(الفضل مورخہ ۳۰ مئی ۱۹۳۵ء صہ ۵، الموعود صہ ۱۰۶، ۱۰۷)

تاریخ گواہ ہے کہ تحریک احرار ملیامیٹ کر دی گئی اور آج اس کی حیثیت ایک داستان پارینہ سے بڑھ کر کچھ بھی نہیں اور ان کا نام و نشان مٹا دیا گیا ہے اور ایک سال کے اندر اندر ہی خلافت کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے جماعت کے خوف کی حالت کو امن میں بدل دیا۔

پھر جماعت پر ۱۹۵۳ء میں ایک شدید خوف کی حالت طاری ہوئی۔ اس دفعہ پھر حکومت پنجاب اور ملاؤں نے مل کر اندرونی سازش تیار کی اور جماعت کو ختم کرنے کی ایک باقاعدہ مہم شروع کی۔ احمدیوں کو شہید کیا گیا۔ ان کے اموال کو لوٹا گیا۔ ان کو گھروں سے بے گھر کیا گیا اور بظاہر یوں لگنے لگا گویا دشمن خدا نخواستہ اپنے منصوبے میں کامیاب ہو جائے گا۔ اس پر آشوب دور میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے ایک پر جلال خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے احمدیوں کو فرمایا۔ تم ہرگز دشمنوں کے ناپاک منصوبوں کو دیکھ کر اپنے دلوں کو خوف زدہ نہ ہونے دو۔ میرا خدا جس نے آج تک مجھے نہیں چھوڑا آج بھی مجھے اکیلا اور بے یار و مددگار نہیں چھوڑے گا۔ وہ میری مدد کو آئے گا۔ وہ میری مدد کو دوڑا چلا آ رہا ہے۔ ہمارا دشمن ناکام و نامراد ہو گا اور فتح ہماری ہوگی۔

انہی دنوں کا واقعہ ہے کہ پنجاب کے گورنر نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے خلاف حکم زباں بندی جاری کر دیا اور حضور کی تقاریر اور خطبات پر پابندی لگا دی۔ اس واقعہ کو حضور ہی کے الفاظ میں پڑھئے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

بقیہ صہ ۱۵

Kenssy

Fried Chicken

589 HIGH ROAD, LEYTONESTONE, LONDON E11 4PB

ضروری تصحیح

محترم پرویز پروازی صاحب کی نظم "نشان تازہ" کے مطلع کے مصرعہ ثانی میں غلطی سے ایک لفظ رہ گیا تھا جس کے لئے ادارہ معذرت خواہ ہے۔ اصل مصرعہ یوں پڑھا جائے

دودھ کا دودھ ہو اور پانی کا پانی ہو جائے (مدیر)

خطبہ جمعہ

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کو زمانے کا امام بنایا گیا ہے اور وہی امامت طاقتور ہے جو آپکی غلامی کی امامت ہے۔ اس سے ہٹ کر کوئی امامت، امامت نہیں ہے۔

خطبہ جمعہ فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
بتاریخ ۲۹ اپریل ۱۹۹۴ء مطابق ۱۸ ذوالقعدہ ۱۴۱۴ ہجری قمری/ ۲۹ شہادت ۱۳۷۳ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن

(خطبہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له. وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم. الحمد لله رب العٰلمين. الرحمٰن الرحيم. مٰلك يوم الدين. إياك نعبد وإياك نستعين. اهدنا الصراط المستقيم. صراط الذين أنعمتَ عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين.﴾

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ⑭ (سورۃ الحجرات۔ آیت ۱۴)

آج کے جمعہ کے لئے بھی کچھ اعلانات ہیں اور دعا کی درخواستیں ہیں ان کے ذکر کے بعد پھر انشاء اللہ اسی مضمون کو آگے بڑھائیں گے جس مضمون پر خطبات کا یہ سلسلہ جاری ہے۔ جماعت ہائے احمدیہ یوگنڈا کا جلسہ سالانہ آج انتیس اپریل سے شروع ہو رہا ہے اور جلسے کے اختتام پر یعنی یکم مئی کو ان کی مجلس شوریٰ بھی منعقد ہوگی۔ کل سے جماعت ہائے احمدیہ تنزانیہ اور جماعت احمدیہ سپین کی مجالس شوریٰ بھی منعقد ہو رہی ہیں۔ خدام الاحمدیہ پاکستان کے زیر اہتمام اڑتیسویں تربیتی کلاس آج انتیس اپریل سے شروع ہے، تیرہ مئی تک جاری رہے گی۔ لجنہ اماء اللہ پاکستان کے زیر اہتمام بچیوں کی ایک تربیتی کلاس آج سے شروع ہو رہی ہے۔ خدام الاحمدیہ ضلع اسلام آباد کا سالانہ اجتماع کل جمعرات سے شروع ہو چکا ہے، آج ختم ہو گا۔ خدام الاحمدیہ ضلع اسلام آباد کا سالانہ اجتماع کل جمعرات سے شروع ہو چکا ہے، آج ختم ہو گا۔ خدام الاحمدیہ سن ہوزے، کیلیفورنیا کا ریجنل اجتماع آج سے شروع ہو رہا ہے تیس اپریل (کل) تک جاری رہے گا۔ لجنہ اماء اللہ اور ناصرات الاحمدیہ فرینکفرٹ ریجن کا ایک روزہ سالانہ اجتماع کل تیس اپریل بروز ہفتہ منعقد ہو رہا ہے۔ ان سب کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں اللہ تعالیٰ ان اجتماعات کو خالصۃً للہ بنائے رکھے اور خالصۃً للہ اجتماعات کی جو برکتیں اللہ کے ہاں مقدر ہیں وہ ساری ان کو نصیب ہوں۔

جماعت احمدیہ کینیا کی طرف سے ایک شکوہ رہ گیا ہے کہ ان کا گذشتہ جمعے کے موقع پر مجلس شوریٰ کا انعقاد ہوا تھا اور چوبیس اپریل تک وہ رہی تھی تو ان کا ذکر رہ گیا تھا تو دعا تو اب بھی ان کے لئے ہو سکتی ہے، شوریٰ کے جو فیصلے ہوئے ہیں ابھی آخری شکل تو اختیار نہیں کر چکے، تو جو بھی انہوں نے سوچا اللہ اس میں برکت ڈالے اور جب یہاں فیصلے پہنچیں گے اور ان کی منظوری ہوگی تو ہم دعا کرتے ہیں اللہ ان فیصلوں پر بہترین عمل در آمد کی بھی توفیق بخشے۔

جماعت احمدیہ کینیا اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب اٹھ رہی ہے اور بیداری اور قربانی کے آثار ظاہر ہو رہے ہیں۔ جب دعوت الی اللہ کی مہم کا دوبارہ یورپ سے آغاز کیا گیا ہے (پہلے پاکستان میں جاری ہوئی تھی تو یورپ سے دوبارہ اس مضمون کو خصوصیت سے جب اٹھایا گیا) تو اس وقت کینیا تمام افریقہ میں سب سے پیچھے تھا اور اتنی تھوڑی بیعتیں ہوتی تھیں کہ جب میں ان کے مربی صاحب سے پوچھا کرتا تھا کیا ہو رہا ہے۔ کہتے تھے یہ علاقہ ہی ایسا ہے یہاں شروع سے یہی رواج ہے۔ میں نے کہا ہم نے تو رواج بدلنے ہیں۔ نہیں بدلتے تو توڑنے ہیں، اور لازماً آپ کو اٹھ کر باقی افریقہ کی سطح پر آگے بڑھنا ہو گا ورنہ تو کروڑ سال بھی بیٹھے رہیں گے تو یہاں کوئی بھی اثر نہیں پڑے گا۔ وہاں مشکل یہ تھی کہ پاکستانیوں کی ایک سوسائٹی تھی، کچھ ہندوستان کے احمدیوں کی، وہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ راضی تھے اور پتہ ہی نہیں تھا کہ کسی ملک میں رہتے ہیں، وہاں کے حقوق ادا کرنے ہیں، جس زمین کا نمک کھایا ہے اس کا شکریہ کا حق ادا کرنا ہے، ان کو حقیقت اسلام سمجھا کر، ان کے دلوں کو جیت کر۔ ان باتوں کی طرف توجہ ہی نہیں رہی اور اسی پہ راضی تھے کہ بڑی مخلص جماعت ہے چندہ بھی اچھا دے دیتے ہیں اکٹھے مل کے بیٹھتے ہیں۔ جیسے تھے ویسے ہی رہے اور یہاں تک کہ پھر حالات ایسے تبدیل ہوئے کہ جن ملکوں میں جماعت ان ملکوں کا حصہ نہ بن سکی وہاں سے ان کے پاؤں اس طرح پھر حکومتوں نے اکھیڑے ہیں کہ وہاں ٹھہرتے بن نہیں پڑ سکی۔ چنانچہ باقی ایشیائیوں کی طرح پاکستان کے وہ احمدی جو بعض صورتوں میں کئی نسلوں سے افریقہ میں رہ رہے تھے (یعنی مشرقی افریقہ میں) ان کو وہاں ٹھکانہ نہیں ملا، بہت سے ان میں سے اب جلنگھم میں آ کے آباد ہو گئے ہیں۔ اسی طرح باقی ایشیائیوں کا حال ہوا۔ لیکن جہاں خدا کے فضل سے جماعت افریقن بن کر پنپی ہے وہاں کیفیتیں ہی اور ہیں تو یہ میرے سامنے عذر پیش کیا جاتا رہا کہ جی یہاں تو یہی چل رہا ہے۔ میں نے کہا یہ چل رہا ہے، مجھے منظور نہیں یہ تو توڑنا پڑے گا۔ اٹھیں اور ان لوگوں میں داخل ہوں، ان کی جماعت بنیں۔ جس ملک میں رہتے ہیں وہاں Foreigner بن کے بیٹھے ہوئے ہیں، اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ چنانچہ اللہ کے فضل سے لمبے عرصے تک ان کے پیچھے پڑ کر، آہستہ آہستہ انفرادی طور پر بھی توجہ دلائی گئی، خدا کے فضل سے اب جماعت بیدار ہو گئی ہے۔ اب **بیسیوں** کی بجائے ہزاروں میں بیعتیں آنی شروع ہو گئی ہیں اور میں امید رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ اب ان کا قدم بھی مغربی افریقہ کی طرح تیز رفتاری سے آگے بڑھے گا اور آئندہ چند سال میں لاکھ لاکھ سے اوپر بھی انشاء اللہ تعالیٰ یہ بیعتیں پیش کر سکیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ ان کو بھی اس بیداری کے نیک عمل کی بہترین جزاء دے اور بیداری جاری رہے، بڑھتی رہے اور زیادہ پھل عطا کرتی رہے۔ یہی باتیں مشرقی افریقہ کے دوسرے ممالک پر بھی اطلاق پاتی ہیں یوگنڈا بھی اور تنزانیہ بھی، یہ بھی اس معاملے میں اپنے سے مجھے مخاطب سمجھیں۔

شوریٰ کے سلسلے میں ایک اقتباس مجھے کسی نے بھجوایا تھا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا۔ تفسیر میں شوریٰ کا ذکر فرمایا ہے تو میں نے پرائیویٹ سکرٹری سے کہا تھا کہ یہ رکھ چھوڑیں۔ جب کبھی شوریٰ کا تذکرہ آئے گا تو وہاں پڑھ کے سنائیں گے۔ اچھا دلچسپ اقتباس ہے اور انہی باتوں کو تقویت ملتی ہے جو میں آپ کے سامنے پچھلی دفعہ عرض کر چکا ہوں۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں (سورہ الماعون کی تفسیر میں):

> "میں نے احمدیہ جماعت کی مجلس شوریٰ میں دیکھا ہے اور میرا بیس پچیس سال کی مجالس شوریٰ کا یہ تجربہ ہے کہ بسا اوقات کسی فیصلے کی پوری زنجیر اس وقت تک مکمل نہیں ہوتی جب تک ایک عام آدمی کی رائے بھی اس کے ساتھ نہ ملالی جائے۔ سو میں سے صرف ایک دفعہ مجھے اپنے طور پر فیصلہ کرنا پڑتا ہے۔"

اور جو میں نے گذشتہ مجالس شوریٰ کے فیصلوں کا جائزہ لیا تھا میرے خیال میں سو میں سے ایک دفعہ بھی زیادہ ہے۔ اس سے بھی کم مرتبہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تنہا فیصلہ نافذ کرنا پڑا ہے۔ لیکن ایک بات جو عام طور پر نظروں سے پوشیدہ رہتی ہے اور اسی پر یہ مضمون روشنی ڈال رہا ہے وہ یہ ہے کہ فیصلے کے وقت یہ نہیں ہوا کرتا کہ خلیفہ وقت الگ بیٹھا ہے اور ایک طرف سے فیصلے آ رہے ہیں اور آخر پر وہ بتاتا ہے کہ یہ منظور ہے، یہ نامنظور ہے۔ وہ اپنی رائے کو مسلسل مجلس شوریٰ کے ممبران کی رائے میں داخل کر کے ان کے ساتھ ساتھ آگے بڑھتا ہے۔ یہاں تک کہ رائے جب آخری شکل اختیار کرتی ہے تو اس سے پہلے ہی خلیفۃ المسیح کی رائے اور اس کے مشورے، اس کی سوچ پوری طرح پوری مجلس شوریٰ کی سوچ اور اس کے مشورے، اس کی رائے بن چکے ہوتے ہیں۔ اس لئے ویسے بھی ویٹو کا کوئی سوال باقی نہیں رہتا۔ حضرت مصلح موعودؓ کی بھی عادت تھی کہ بعض دفعہ کسی آدمی نے نام نہیں لکھوایا، مشورے مکمل ہو گئے، لیکن دور کسی ایک دیہاتی پر نظر پڑی جو ایک کونے میں خاموش بیٹھا ہے اس کو مخاطب کر کے نام لے کر اٹھایا کرتے تھے کہ چودھری صاحب آپ بھی اٹھیں۔ آپ نہیں بولے۔ بعض دفعہ وہ انکسار کے ساتھ کہہ دیا کرتے تھے کہ "جی میں کی بولاں"۔ انہوں

نے کہا نہیں نہیں آپ مجھے بتائیں، دیہاتیوں کا مشورہ بھی مجھے چاہئے۔ ہمارا مشورہ مکمل نہیں ہوگا جب تک مجھے دیہاتی، جس طرح کے آپ ہیں اس قسم کی نمائندگی کا مشورہ نہ ملے۔ چنانچہ پھر وہ مشورہ دیا کرتے تھے۔ یہ وہ عمل ہے جو اب بھی خدا کے فضل سے جاری ہے لیکن میں بتا رہا ہوں تاریخی لحاظ سے ایک بہت ہی دلچسپ حوالہ ہے کس طرح مجلس شوریٰ کا ارتقاء ہوا ہے۔ کس طرح مجلس شوریٰ میں خلافت اور جماعت اسی طرح ہم آہنگ ہو جاتی ہے جیسے روزمرہ کاموں میں ویسے ہی ہم آہنگ ہے اور دو الگ وجود نہیں رہتے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"سو میں سے صرف ایک دفعہ مجھے اپنے طور پر فیصلہ کرنا پڑتا ہے ورنہ ننانوے دفعہ میں فیصلہ اس طرح کرتا ہوں کہ کچھ اس کی رائے میں سے لیا اور کچھ اس کی رائے میں سے اور ایک نتیجہ پیدا کرلیا۔ اگر عوام کو مجلس مشاورت میں شامل نہ کرتے تو وہ بھی صرف اپنے گھر کی ضروریات کے متعلق ہی اپنے دماغوں سے کام لینے کے عادی ہوتے۔"

جو عام روزمرہ کا دستور ہے ہر ایک اپنے گھر کی باتوں میں ہی منہمک رہتا ہے

"لیکن جب ہم نے ان کو اپنی مشاورت میں شامل کرلیا تو اس کا فائدہ یہ ہوا کہ ان کے دماغ ترقی کر گئے چنانچہ ان کی آراء کے ٹکڑے ٹکڑے مل کر ایک مکمل سکیم بن جاتی ہے جو جماعت کے لئے نہایت مفید اور بابرکت ثابت ہوتی ہے۔" (تفسیر کبیر جلد دھم صفحہ ۱۸۲۔ ۱۸۳)

پس اسی طریق کو تمام مجالس شوریٰ عالمگیر میں جاری رکھنا چاہئے اور اس کی حفاظت کرنی چاہئے۔ مشکل یہ درپیش ہوتی ہے کہ بعض لوگوں کو مخالفانہ رائے کو سننے اور برداشت کرنے کا

یہ پاکیزگی جو جماعت احمدیہ کی شوریٰ کے ماحول کی ہے، یہ ہر وجود کا ایک جان ہو جانا اور بڑے محبت اور تقویٰ کے ساتھ اپنی باتوں کو ادا کرنا اس کا کوئی عشر عشیر بھی آپ کو کہیں اور دکھائی نہیں دے گا

حوصلہ نہیں ہوتا اور بعض لوگوں کو مخالفانہ رائے دینے کا سلیقہ نہیں آتا۔ وہ مجالس شوریٰ جو خلیفہ وقت کی صدارت میں منعقد ہوتی ہیں ان میں یہ دونوں منفی عناصر شاذ کے طور پر کبھی ظاہر ہوتے ہیں ورنہ نہیں۔ کیونکہ خلیفہ وقت کی موجودگی میں جو مخالفانہ رائے بھی دیتا ہے وہ سلیقے سے بات کرتا ہے۔ وہ ادب کا پہلو، وہ ذاتی تعلق کا پہلو، اس کے اندر چھپے ہوئے نشتر کو کند کر دیتا ہے۔ اگر غصے سے بھی بات کرنی ہو تو نکلتی اس طرح ہے کہ بہت کم غصہ اس کے ساتھ چمٹارہ جاتا ہے۔ اور جہاں تک حوصلے کی بات ہے اللہ تعالیٰ خلیفہ وقت کو حوصلہ عطا فرماتا ہے ہر قسم کی مخالفانہ رائے سنتا ہے اور اس حوصلے میں خلیفہ وقت کی ذاتی خوبی نہیں بلکہ نظام کی خوبی ہے کیونکہ کوئی بھی اس کی رائے کی مخالفانہ رائے نہیں ہوتی۔ ہر رائے تائید کی نیت سے اٹھ رہی ہے اور خلیفہ وقت کے فیصلوں کو تقویت دینے کی خاطر اٹھ رہی ہے۔ اس لئے بظاہر لوگوں کو وہ رائے مخالفانہ معلوم ہو مگر وہ مخالفانہ نہیں ہوتی۔ چنانچہ بسا اوقات میرا بھی یہ تجربہ ہے کہ ایک منشاء میں نے ظاہر کر دیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت متقی ہے، وہ فیصلہ نہیں تھا، محض منشاء تھا۔ انہوں نے اس کو سنا اور بعض ان میں سے سمجھتے تھے کہ اس میں فلاں پہلو رہ گیا ہے۔ چنانچہ اٹھ کر بعض دفعہ بڑی لجاجت سے، معذرت کرتے ہوئے بات کرتے ہیں۔ میں ان کو کہتا ہوں کوئی ضرورت نہیں، کسی تمہید کی ضرورت نہیں، آپ شوق سے بتائیے کیا بات ہے۔ چنانچہ ان کو بعض دفعہ حوصلہ دے کے کھڑا کرنا پڑتا ہے بتائیں تو سہی کیا بات ہے۔ وہ جب بتاتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ بڑی معقول رائے تھی۔ پس نہ وہ مخالفت کی نیت سے بات کرتے ہیں، نہ سننے والا مخالفانہ بات سمجھ کر سنتا ہے اور یہ وہ بہترین صحت مند ماحول ہے جو جماعت احمدیہ کی مجلس شوریٰ کے سوا دنیا کے پردے پہ کہیں دکھائی نہیں دے گا۔ آپ چھوٹے سے چھوٹے، سادہ سے سادہ ملک میں چلے جائیں وہاں چھوٹے ہونے اور سادگی کی خوبیاں ملیں گی۔ بڑے سے بڑے ملک میں چلے جائیں وہاں طاقت کے مظاہرے ہوں گے اور طاقت کے نتیجے میں جو بات میں قوت پیدا ہوتی ہے وہ بھی دکھائی دے گی مگر یہ پاکیزگی جو جماعت احمدیہ کی شوریٰ کے ماحول کی ہے یہ ہر وجود کا ایک جان ہو جانا اور بڑے محبت اور تقویٰ کے ساتھ اپنی باتوں کو ادا کرنا اس کا کوئی عشر عشیر بھی آپ کو کہیں اور دکھائی نہیں دے گا۔ لیکن جب خلیفہ وقت موجود نہ ہو تو پھر میں نے دیکھا ہے کہ بعض دفعہ کچھ بے وقوفیاں سر اٹھانے لگتی ہیں۔ بے وقوفیاں ان معنوں میں کہ بات کرنے کا سلیقہ نہیں۔ اکھڑ بات کی، اس طریقے پہ بات کی گویا روڑا مار دیا ہے

اور نہ ان صدران کو اتنا حوصلہ ہوتا ہے کہ وہ سمجھ لیں چنانچہ کئی دفعہ ہماری مجالس شوریٰ میں (کرسی چلنے کی حد تک تو خدا کے فضل سے کبھی نہیں پہنچی جیسے کرسیاں دوسرے ایوانوں میں چل جاتی ہیں) مگر تلخ بات ضرور چل پڑتی ہے یا چل پڑتی رہی ہے اور ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بہت غیر معمولی فضل فرمایا یہ ترکیب سمجھا دی کہ ان سب سے میں نے کہا کہ آپ اپنی ریکارڈنگ کیا کریں تاکہ جب بھی میں نے کچھ سننا ہو میں ریکارڈ منگواؤں اور خود سنوں۔ پس اس بات کا پہنچنا تھا کہ کم و بیش ویسے ہی احساس ہو گیا جیسے میں موجود ہوں اور یہ جو موجودگی کا احساس ہے یہ بہت ہی ضروری چیز ہے جماعت نے خلافت سے جو تعلق کا احساس سیکھا ہے

جماعت نے خلافت سے تعلق میں جو احساس سیکھا ہے اس کا اگلا قدم وہ ہے کہ اللہ کی حضوری میں رہیں

اس کا اگلا قدم وہ ہے کہ اللہ کی حضوری میں رہیں۔ جن کو اس دنیا میں حضوری کا تجربہ نہ ہو، اسکی مشق نہ ہو ان کو حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی حضوری کا تصور بھی نہیں ہوتا اور عملاً وہ دو دنیاؤں میں زندگی بسر کر رہے ہیں ایک ان کی اپنی دنیا ہے، ایک تصور میں خدا تعالیٰ سے تعلق کی دنیا ہے۔ ان دونوں کا رشتہ کوئی نہیں ہوتا۔ تو مجلس شوریٰ ہمیں یہ رشتے قائم کرنے کے سلیقے بھی عطا کرتی ہے۔ پس میں امید رکھتا ہوں کہ تمام دنیا میں مجالس شوریٰ انہی نصیحتوں کو پیش نظر رکھ کر جاری رہیں گی اور جاری کی جائیں گی اور اعلیٰ اخلاق کی حفاظت کی جائے گی کوئی بات اس طریقے پر نہیں کی جائے گی جس میں کسی قسم کا تلخی کا یا اپنے بھائی کی دل آزاری کا عنصر ہو اور اگر کوئی سادگی یا نادانی یا ناتجربہ کاری سے ایسی بات کر دیتا ہے تو حوصلے کے ساتھ سن کر اسے سمجھانے کی ضرورت ہے بجائے اس کے کہ جواباً آپ بھی پتھر پہ پتھر ماریں اور سارا ماحول پراگندہ ہو جائے۔ پس میں امید رکھتا ہوں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ یہ جو بہت ہی عظیم الشان نظام شوریٰ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے دوبارہ ہمیں عطا کیا ہے، یہ اتنا قیمتی نظام ہے کہ اسکی خاطر ہر بڑی سے بڑی قربانی بھی کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔

اب میں اس آیت کریمہ کی طرف آتا ہوں جس کی میں نے تلاوت کی تھی۔ اس کا تعلق بھی اسی مضمون سے ہے جو کچھ عرصے سے جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا﴾ اے انسانو! ہم نے تمہیں مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے اور اس پہلو سے کوئی فرق نہیں ہے، کالا پیدا ہوتا ہے یا گورا پیدا ہوتا ہے، لولہ لنگڑا پیدا ہوتا ہے یا صحت مند پیدا ہوتا ہے۔ مشرقی، مغربی، شمالی، جنوبی سب مرد اور عورت سے پیدا ہو رہے ہیں وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ اور ہم نے تمہیں قبائل میں اور بڑے بڑے گروہوں میں تبدیل کیا ہے لِتَعَارَفُوا تاکہ تم ایک دوسرے کی پہچان کر سکو۔ ایک دوسرے کو پہچانتے وقت ان حوالوں سے بات کر سکو۔ یہ وہی مضمون ہے جس مضمون کے پیش نظر نام رکھے جاتے ہیں۔ ہر انسان کا ایک نام ہے وہ اس کی ذاتی شناخت ہے اور ذاتی شناخت کو آسان بنانے کے لئے پھر قبائلی شناخت، بعض دفعہ اس کی قوم کی شناخت، اس کے مذہب کی شناخت، یہ ساتھ مل جاتی ہیں تو نام کا مقصد پورا ہو جاتا ہے مگر انسان انسان ہی ہے۔ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ تم میں سب سے معزز خدا کے نزدیک وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ یقیناً اللہ تعالیٰ بہت علم رکھنے والا اور بہت باخبر ہے۔

یہاں "أَكْرَمَكُمْ" کے متعلق میں کچھ مزید کہنا چاہتا ہوں۔ انسان دنیا میں سب سے اول تو روٹی کے لئے جیتا ہے، کمائی کے لئے جیتا ہے، اقتصادی طور پر وہ زیادہ سے زیادہ اپنے وجود کو پھیلانا چاہتا ہے۔ اور پھر اس کے علاوہ اولاد ہے، باقی رہنے والی نسلیں ہیں، خاندان ہیں، تعلقات ہیں، دوستیاں ہیں، قومی وقار ہیں، ان سب کی خاطر جیتا ہے۔ پھر قوت کے لئے جیتا ہے، طاقت حاصل کرتا ہے اور طاقت کے ذریعے وہ اپنے آپ کو دوسروں سے برتر دکھاتا ہے۔ یہ پہلے دو جو محرکات ہیں یہ عموماً جانوروں میں بھی پائے جاتے ہیں۔ لیکن جب آپ طاقت والے حصے میں داخل ہوتے ہیں تو اگرچہ جانور بعض پہلوؤں سے بعض دوسرے جانوروں پر طاقتور ہونے کے لحاظ سے فوقیت رکھتا ہے مگر شعوری طور پر جانور طاقت کے اجتماع نہیں کیا کرتے۔ اس غرض سے وہ طاقت حاصل نہیں کیا کرتے کہ دوسروں پر اپنی برتری دکھائیں۔

Earlsfield Properties
RENTING AGENTS 081 877 0762
PROPERTIES WANTED IN ALL AREAS FOR WAITING TENANTS

جیسی طاقت جس جانور کو خدا کی طرف سے نصیب ہو گئی اس کے استعمال سے، جو طبعی استعمال ہے، جتنا سا رعب پڑنا چاہئے اتنا خود بخود پڑتا ہے اور اس طرح جانوروں کی دنیا میں ایک باہمی مقابلے کی ایک طبعی جاری و ساری صورت ہے جو ہمیں دکھائی دے رہی ہے۔ شیر کا ایک مقام ہے۔ ایک بکری کا مقام ہے۔ بکری سے نیچے اس کے لیلوں کا بھی مقام ہے۔ ایک کتوں کا ایک اس کے پلوں کا مقام ہے۔ یہ سارا نظام کائنات طاقت کے لحاظ سے بھی مختلف گروہوں میں بٹا ہوا ہے۔ لیکن انسان کی طرح جانور اجتماعی کوشش سے اپنے لئے زائد طاقت حاصل کرنے کا شعور نہیں رکھتے۔ یہ پہلی دفعہ انسان میں واقع ہوا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ "اکرام" کا تصور جانوروں میں نہیں ہے اور انسان میں ہے اور "اکرام" کے تصور کا طاقت سے بہت گہرا تعلق ہے۔ ایک "اکرام" طاقت سے ملتا ہے۔ اسی لئے عربی زبان جو الہامی زبان ہے اس میں طاقت اور عزت کے لئے ایک مشترک لفظ رکھا گیا ہے جسے "عزیز" کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ عزیز ہے۔ "عزیز" کا ایک معنی ہے عزت والا، بزرگی والا، صاحب شرف اور ایک ہے غالب۔ تو قوت کا جو عزت کے ساتھ ایک طبعی اٹوٹ رشتہ ہے وہ انسانی سطح پر ابھرنے کے بعد انسان کے شعور میں ابھرتا ہے۔ اس سے پہلے وہ رشتہ تو ہے مگر جانوروں کے شعور میں ابھرتا نہیں ہے۔ ان کو علم نہیں کہ طاقت سے عزت نصیب ہوا کرتی ہے پس انسان طاقت ڈھونڈتا ہے اور طاقت سے عزت پاتا ہے اور یہاں سے اس کی تربیت کا وہ اگلا سفر شروع ہو جاتا ہے جو اسے خدا کی طرف لے جاتا ہے۔

خدا کا جہاں تک تعلق ہے، اس پر آپ کی طاقت کیا اثر دکھا سکتی ہے۔ کوئی بھی حیثیت نہیں۔ کمزور سے کمزور اور طاقتور سے طاقتور خدا کی نظر کے سامنے کوئی بھی فرق والی حیثیت نہیں رکھتے۔ ایک مشہور سائنسدان نے غالباً آئن سٹائن کے کسی مضمون میں میں نے یہ پڑھا تھا اس نے بھی یہ نکتہ پیش کیا ہے کہ خدا تعالیٰ کے مقابل پر جو مخلوق ہے اس کا فاصلہ اتنا زیادہ ہے کہ مثال کے طور پر جیسے سورج کا زمین سے تعلق ہے اور آپ اونچائی پہ کھڑے ہو جائیں یا نیچے اتر جائیں جہاں تک سورج کے فاصلے کا تعلق ہے وہ ایک ہی جیسا دکھائی دے گا۔ چاند نسبتاً قریب ہے اس لئے چاند کا قرب یا چاند سے دوری زمین کی مختلف سطحوں پر ایک اثر دکھاتی ہے سطح سمندر پر اس کا قرب نمایاں ہوتا ہے اور وہ یعنی چاند اسے زیادہ زور سے اپنی طرف کھینچتا ہے۔ اور سمندر کی تہہ میں چاند کی طاقت کچھ کم ہو جاتی ہے مگر سورج کی طاقت برابر ہے اس سے ذرا بھی فرق نہیں دکھائی دیتا یعنی ایسا فرق جو روزمرہ کی انسانی اور حیوانی زندگی پر نمایاں ہو کر اثر انداز ہو سکے۔ جہاں تک اللہ تعالیٰ کی ذات کا تعلق ہے اس کے سامنے تو سارے بندے، ہر طاقت، ہر کمزوری ایک ہی صف میں کھڑے ہیں اس لئے وہاں تو خدا کی نظر میں طاقت اور عزت کا کوئی جوڑ دکھائی نہیں دیتا۔ وہاں ایک اور مضمون شروع ہوا ہے جس کی طرف قرآن کریم کی آیت

> اب امریکہ کا رعب ہے اور قومیں امریکہ کو سجدے کر رہی ہیں لیکن نہیں جانتیں کہ یہ دور بھی ہمیشگی کا دور نہیں ہے۔ وہ تنزل کے آثار امریکہ میں ظاہر ہو چکے ہیں جو چند اور سالوں میں نمایاں ہو جائیں گے اور پھر امریکہ کی وہ برتری اور فضیلت، گویا ایک ہی سپر پاور ہے، باقی نہیں رہے گی

اشارہ فرما رہی ہے کہ خدا کے سامنے نہ تمہاری دولتیں کام آئیں گی۔ نہ تمہارے جتھے کام آئیں گے۔ نہ تمہاری سیاسی یا دوسری طاقتیں کام آئیں گی۔ اور عزت پھر بھی تمہاری دلی تمنا ہے انسانی زندگی کا ایک حصہ بنا دی گئی ہے پھر کیسے خدا سے عزت پاؤ گے؟ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ہم تمہیں عزت کا رستہ بتاتے ہیں۔ تم سب سے زیادہ متقی ہو جاؤ اور یہ وہ چیز ہے جو اس سے پہلے حیوانی زندگی میں کہیں دکھائی نہیں دیتی۔ یہاں انسان حیوانی زندگی سے بالکل ممتاز ہو کر ابھرتا ہے۔ تقویٰ کا وہ مضمون ہے جو انسانی ارتقاء کی آخری منزل سے شروع ہوتا ہے یعنی انسانی منزل سے۔ اور پھر یہی وہ مضمون ہے جو خدا کی طرف آپ کے سفر میں مسلسل آپ کا ساتھ دیتا ہے۔ اسی لئے قرآن کریم نے اسے یوں بھی بیان فرمایا خَيْرُ الزَّادِ التَّقْوٰى سب سے اچھا زاد راہ تقویٰ ہے۔ تو پتہ چلا کہ اسکی پہلے کی منازل جتنی بھی زندگی نے طے کیں انسان کے وجود تک اور انسان کی روزمرہ کی زندگی میں بھی، ان میں زاد راہ کچھ اور ہوا کرتا تھا۔ یہاں سے اگلا سفر جو بلندیوں کی طرف شروع ہونا ہے، جو خدا کی طرف ہے، اس کے متعلق ایک اور زاد راہ بیان کر دیا جس کا پہلے کوئی تصور نہیں ہے۔ فرمایا اِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى

تقویٰ بہترین زاد ہے اس سے بہتر زاد سفر تمہیں نصیب نہیں ہو سکتا۔

پس تقویٰ سیکھنا ہے کیونکہ تقویٰ کے بغیر ہم اللہ کی نظر میں کوئی عزت نہیں پا سکتے اور یہ دنیا کی عزتیں تو یہیں مر مٹ جائیں گی، ہمارے ساتھ مٹی ہو جائیں گی اور یہاں بھی ان کی کوئی ضمانت نہیں ہے۔ نہ قوموں کی عزتوں کی کوئی ضمانت ہے، نہ افراد کی عزتوں کی ضمانت ہے۔ تاریخ پر نظر ڈال کے دیکھیں، قومیں دیکھیں کہاں سے اٹھیں اور کہاں تک جا پہنچیں اور پھر تنزل کی راہ اختیار کرتے کرتے کس طرح وہ ذلیل اور رسوا ہو گئیں۔ وہی قومیں جن پر ان کو برتری حاصل ہوا کرتی تھی، ان برتری والی قوموں کو خدا تعالیٰ نے ذلیل و رسوا اس حد تک ہونے دیا کہ وہ جو کل تک ذلیل تھے وہ ان پر حکومت کرنے لگے، وہ ان پر ایسے حاکم اور جابر بن کر سوار ہو گئے کہ بعض ایسے تاریخ کے دور آتے ہیں کہ وہ مجبور قومیں تصور بھی نہیں کر سکتیں کہ کبھی ان کے تسلط سے ہم آزاد ہو سکتے ہیں۔

آج ہی کی دنیا دیکھ لیجئے آج سے کچھ سال پہلے روس کے متعلق یہ سوچا بھی نہیں جا سکتا تھا کہ وہ قومیں جو روس کے تسلط میں ہیں وہ اس سے آزادی کے کوئی خواب بھی دیکھ سکیں گی۔ مگر جب خدا نے وہ طاقتیں توڑنے کا فیصلہ کیا تو چھوٹی چھوٹی قومیں جن کی کوئی حیثیت نہیں تھی، جنہیں روس کی ایک بھبکی دبا کے مٹا سکتی تھی، وہ سر اٹھانے لگیں اور انہوں نے اپنے لئے آزادی کے مطالبے شروع کر دیئے۔ اب امریکہ کا رعب ہے اور قومیں امریکہ کو سجدے کر رہی ہیں لیکن نہیں جانتیں کہ یہ دور بھی ہمیشگی کا دور نہیں ہے۔ وہ تنزل کے آثار امریکہ میں ظاہر ہو چکے ہیں جو چند اور سالوں میں نمایاں ہو جائیں گے اور پھر امریکہ کی وہ برتری اور فضیلت، گویا ایک ہی سپر پاور ہے، یہ باقی نہیں رہے گی۔ وہ کمزور قومیں جو ایک طاقت کے وقتی طور پر غالب آنے کے نتیجے میں اپنی عزتوں کے سودے کر لیتی ہیں بہت ہی بے وقوف قومیں ہیں۔ وہ اپنے ضمیر کے سودے کرتی ہیں اور ان سودوں کا فائدہ کوئی نہیں۔ وقت بدل جاتے ہیں پھر کسی اور آقا کی تلاش کرنی پڑتی ہے، پھر اس کے حضور اپنے ضمیر بیچنے پڑتے ہیں۔ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ

> وہ کمزور قومیں جو ایک طاقت کے وقتی طور پر غالب آنے کے نتیجہ میں اپنی عزتوں کے سودے کر لیتی ہیں بہت ہی بے وقوف قومیں ہیں

میں ان سارے مصائب کا علاج پیش فرما دیا گیا ہے۔ خواہ تم قومی حیثیت سے زندہ ہو، خواہ تم انفرادی حیثیت سے زندہ ہو، اگر تم تقویٰ پر قائم رہو گے تو پھر تمہاری عزتیں اللہ سے وابستہ ہو جائیں گی۔

عِنْدَ اللّٰهِ کا ایک مطلب ہے خدا کے نزدیک تم معزز ہو۔ اب خدا تو کسی کے سامنے جھک کر اس کی عزت نہیں کرتا۔ خدا کے حضور تم نے عزت کی سند حاصل کر لی ہے، یہ معنی ہے۔ تم وہ حق رکھتے ہو کہ تمہاری عزت کی جائے اور جب خدا کے نزدیک کسی قوم کا یہ حق ہو جائے کہ اس کی عزت کی جائے تو اس کی عزتیں بڑھتی ہیں پھر کوئی دنیا کی طاقت اس کی عزتوں کو کم نہیں کر سکتی۔ جب تک وہ خدا کے نزدیک معزز رہنے کا حق رکھتے ہیں وہ معزز بنائے جاتے ہیں خواہ وہ پہلے کیسے ہی ذلیل کیوں نہ ہوں۔ اور جب وہ ایک دفعہ خدا سے تعلق جوڑ لیں تو اس کے بعد دو امکانات ہیں یا احتمالات بھی ہیں۔ ایک یہ کہ اس دنیا میں بھی تقویٰ کی زاد راہ کو

DISTRIBUTORS OF COMPUTER PARTS AND SPARES
DIRECT TO THE PUBLIC

4A RANELAGH ROAD, SOUTHALL,
MIDDLESEX, UB1 1DO
TELEPHONE 081 571 0859/9933
MOBILE 0831 093 120
FAX 081 571 9933

لے کر نسلاً بعد نسل آگے بڑھیں اور اس دنیا میں بھی مرتے دم تک اس زاد راہ کو ساتھ چمٹائے رکھیں تاکہ پھر وہ آگے ان کا ساتھ دے۔ ایسی قوموں کی عزت کی ہیشگی کے لئے ضمانت ہے جب تک وہ ان شرطوں کو پورا کریں۔ اور منفی پہلو اس کا جس کا احتمال کے طور پر میں نے ذکر کیا ہے وہ یہ ہے کہ آپ زاد راہ لے کر جتنا چاہیں بڑھیں اگر وہ منزل سے پہلے ختم ہو گیا تو آپ کا گذشتہ سارا سفر ضائع گیا۔ صحرا میں سفر کرنے والا اگر منزل پہ پہنچنے سے اتنی دیر پہلے پانی سے محروم ہو چکا ہو کہ اس عرصے میں بغیر پانی کے انسان زندہ نہ رہ سکے تو وہ یہ دلیل تو نہیں دے سکتا کہ اے خدا تعالیٰ میں پچاس میل یا سو میل اسی صحرا میں سفر کر کے آیا ہوں جبکہ موسم زیادہ سخت تھا تو اب تھوڑی دور منزل رہ گئی ہے اب میں کیوں زندہ نہیں رہ سکتا، گویا پانی ختم ہو گیا تو کیا فرق پڑتا ہے۔ کوئی اس کی نہیں سنی جائے گی۔ زاد راہ کا ایک قانون ہے وہ غالب قانون ہے وہ مسافر پر قبضہ کرتا ہے اور مسافر کو اس قانون کی ماننی پڑتی ہے۔ پس خوش نصیب وہ ہے جو اپنے زاد راہ کو مرتے دم تک پورا رکھتا ہے اگر بڑھاتا چلا جائے تو اس کی طاقت بڑھتی جائے گی، اس کا تقویٰ بڑھتا جائے گا، اس کی عزت بڑھتی جائے گی اور اگر نہیں تو کم سے کم ایسا محروم نہ ہو کہ خدا کے نزدیک وہ عزت سے خالی ہو جائے۔ پس جسے اس دنیا میں خدا کے نزدیک عزت سے خالی رہنا ہے مرنے کے بعد بھی وہ عزت سے خالی رہے گا اور قوموں کے لحاظ سے بھی یہی مضمون ہے۔

پس جماعت احمدیہ کے دو سفر ہیں ایک ہر احمدی کا ذاتی سفر ہے جو اس کی موت تک جاری ہے۔ ایک ہمارا جماعتی سفر ہے جس کے متعلق ہماری بھرپور کوشش ہے اور دلی آرزو ہے کہ یہ سفر ہمیشہ ہمیش کے لئے جاری رہے۔ ہم جانتے ہیں کہ ایسا نہیں ہوا کرتا۔ ہمیں علم ہے کہ مذہبی قومیں بھی اپنے انتہائی عروج تک پہنچنے کے بعد پھر تنزل اختیار کر جایا کرتی ہیں۔ مگر جن بدنصیبوں کی وجہ سے وہ تنزل اختیار کرتی ہیں، ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہم وہ بدنصیب نہ ہوں۔ ہمارے دور میں ایک بھی ایسی بات اگلی نسلوں کے ورثے میں نہ آئے جس میں تنزل کا خمیر پایا جاتا ہو۔ اس پہلو سے میں جماعت احمدیہ کو خوب متنبہ اور ہوشیار کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کی تقدیر ان غالب قوانین سے بالا نہیں ہے۔ یہ دائمی قوانین ہیں جن کا میں ذکر کر رہا ہوں کہ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِندَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ اور یہ قانون کہ جب کوئی قوم تقویٰ سے عاری ہو جائے تو

> **خواہ تم قومی حیثیت سے زندہ ہو، خواہ تم انفرادی حیثیت سے زندہ ہو، اگر تم تقویٰ پر قائم رہو گے تو پھر تمہاری عزتیں اللہ سے وابستہ ہو جائیں گی**

اس کے نتائج سے بھی ضرور عاری ہو جایا کرتی ہے۔ خواہ کتنی ہی بلندیوں پر آپ کا قدم ہو آخر گرنا پڑتا ہے لیکن گرنے کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی جبری فیصلہ نہیں ہے۔ جب قوم اپنے حالات بدلتی ہے، اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ جب تک قوم اپنے حالات نہ بدلے، خدا تعالیٰ کبھی بھی ان کے تنزل کی تقدیر جاری نہیں فرماتا۔ پس ایک پہلو سے یہ تقدیر ہے ایک پہلو سے تدبیر ہے اور تدبیر اور تقدیر کا یہ رشتہ مکمل ہو جاتا ہے۔ اگر آپ تقدیر خیر کے خواہاں ہیں تو عمل خیر کی حفاظت کریں۔ اپنی سوچوں کو خیر کی سوچیں بنائیں، اپنی تمام تدبیروں کو خیر کی تدبیر بنائیں اور پھر دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی سوچوں اور آپ کی تدبیروں کو، جو عارضی اور فانی ہیں، ان کو تقدیر کے ذریعے لافانی کر دے گا۔ عزت آسمان سے اترے گی آپ کی کوششوں سے نصیب نہیں ہو سکتی مگر خدا کا یہ وعدہ پھر ضرور آپ کے حق میں پورا ہو گا کہ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِندَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ تم میں سے سب سے معزز وہی ہے جو سب سے زیادہ تقویٰ اختیار کرنے والا ہے۔ پس اپنے تقویٰ کی اپنی ذات میں حفاظت کرنا، اپنے خاندان میں حفاظت کرنا اپنی آئندہ نسلوں میں حفاظت کرنا، ایسی گہری سوچوں کے ساتھ حفاظت کرنا کہ آئندہ جاری و ساری رہے، نسلاً بعد نسل جاری رہے یہ وہ ہمارا اہم ترین فریضہ ہے جو ہمیں سونپا گیا ہے اور جماعت کے تیزی کے ساتھ پھیلاؤ کے نتیجے میں زیادہ سے زیادہ میری فکر انہی باتوں پر مبذول ہے، انہی باتوں کے لئے وقف ہو چکی ہے کہ ہم ایک ایسی جماعت بن کر خدا کی نظر میں ابھریں کہ خدا کی تقدیر اس جماعت کو آج کے لئے نہیں، کل کے لئے، پرسوں کے لئے، نسلاً بعد نسل، ہزاروں سال کے لئے معزز بنائے رکھے اور آنے والے اپنی عزتوں کے حوالے ہماری نسلوں کے بھی دیں کہ ان کی دعاؤں، ان کی کوششوں سے، ان کا فیض تھا کہ خدا کے فضل اور اکرام کی تقدیر آسمان سے ہمارے لئے اتر رہی ہے۔ اس پہلو سے اگر باتیں کرنی ہیں جو عنداللہ "اتقی" تھا یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔ خدا کے نزدیک سب سے زیادہ متقی محمدؐ رسول اللہ تھے اور خدا کے نزدیک سب سے زیادہ اکرام کے لائق حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہیں۔ پس تقویٰ کیا ہے اور اکرام کسے کہتے ہیں اور جس متقی کو خدا کی طرف سے اکرام نصیب ہوتا ہے اس کے اپنے روزمرہ کے دستور کیا ہوتے ہیں۔ اس کا دوسروں کے ساتھ تعلقات کا دائرہ کس طرح پھیلتا ہے یا سکڑتا ہے، کن لوگوں سے اس کے تعلق کٹتے ہیں، کن سے اس کے تعلق استوار ہوتے اور بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ وہ اپنی عزت کو خود کن نگاہوں سے دیکھتا ہے۔ کیا وہ عزت اس کے دل میں تکبر پیدا کر دیتی ہے یا اس کے برعکس جلوہ دکھاتی ہے۔ یہ وہ ساری باتیں ہیں جو ہمیں اپنی سوچوں سے نہیں ملیں گی، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا حسن دیکھنے کے نتیجے میں جوں جوں آپ کا حسن ہمارے دل پر جلوہ گر ہو کے اسے اپنا بناتا چلا جائے گا، اسی طرح، اسی رفتار کے ساتھ، ہم تقویٰ کے مضمون سے بھی آگاہ ہوں گے اور تقویٰ کے نتیجے میں پیدا ہونے والے اکرام کے تقاضوں سے بھی آگاہ ہوں گے۔ پس اس پہلو سے میں احادیث نبویہ کے اس مضمون میں دوبارہ داخل ہوتا ہوں جو میں شروع کر چکا تھا۔

> **امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی طاقت محمد رسول اللہ کو عطا ہوئی ہے۔ جب تک وہ امر بالمعروف کریں گے جو محمد رسول اللہ کا امر بالمعروف ہے آپ کو آسمان سے طاقت نصیب رہے گی۔ آپ کی باتوں میں عظمت پیدا ہو گی، وقار پیدا ہو گا، لوگوں کے دل ان کو ماننے کے لئے جھکیں گے**

ترمذی کتاب البر والصلۃ میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا وَيُوَقِّرْ كَبِيرَنَا وَيَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ.»

ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ کون ہم میں سے نہیں ہے؟ فرمایا، جو اپنے چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا اور اپنے بڑوں کی توقیر نہیں کرتا۔ ان کے ساتھ عزت کا معاملہ نہیں کرتا وَيَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ اور معروف باتوں کا حکم نہیں دیتا یا ان کی تلقین نہیں کرتا اور بری باتوں سے روکتا نہیں۔

یہ جو مجلس شوریٰ کا میں نے تصور آپ کے سامنے رکھا تھا یہ حدیث بعینہٖ اس پر چسپاں ہو رہی ہے۔ ہماری مجلس شوریٰ وہی ہو گی جہاں چھوٹوں پر رحم کیا جائے گا، بڑوں کی عزت کی جائے گی اور نیک باتوں کی نصیحت کی جائے گی بری باتوں سے روکا جائے گا۔ یہ خلاصہ ہے مجلس شوریٰ کا۔ لیکن اس حدیث کے حوالے سے ایک بات جو میں آپ کو سمجھانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ آج کل بعض علماء دین امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا بالکل الٹ معنی لیتے ہیں جس کا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ارشاد سے کوئی بھی تعلق نہیں۔ ایک موقع پر حضور اکرم نے فرمایا کہ اگر تم کوئی بری چیز دیکھتے ہو، اپنے ہاتھ سے اس کو روک سکتے ہو تو روک دو۔ اگر نہیں تو زبان سے منع کرو۔ اگر زبان سے بھی منع نہیں کر سکتے تو دل میں برا مناؤ۔ ایک بہت ہی گہری حکمت پر مبنی، بہت ہی پاک نصیحت تھی جو جب ٹیڑھے دماغوں میں پڑی ہے تو اس نے دیکھیں کیسا ٹیڑھا رخ اختیار کر لیا۔ اب یہ کہتے ہیں کہ ہمیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے حق دیا ہے کہ اگر کوئی اسلام کے خلاف بات کرتا ہے اور تمہارے پاس طاقت ہے، تلوار ہے تو تلوار چلا دو۔ اگر پتھر ہے تو پتھر مارو اور جس طرح بھی بن پڑے زبردستی نمازیں پڑھا دو۔ زبردستی بعض بدیوں سے روکو اور جبر کی حکومت رائج کر دو۔ یہ تلقین اتنی عام ہو چکی ہے اور ایسے ظالمانہ طور پر خصوصاً پاکستان کا مزاج بگاڑ رہی ہے کہ اس کے تصور سے بھی انسان کا دل دہلتا ہے کہ آئندہ کیا ہو گا۔

ابھی چند دن پہلے ایک خبر آئی کہ کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ تم یہ کام کرو تو اس نے کہا میں تلاوت کر رہی ہوں اس کو اتنا غصہ آیا، وہ خود حافظ قرآن تھا کہ اس نے قرآن کریم جلا دیا یعنی کہا گیا قرآن کریم جلا دیا تو اس پر شور پڑ گیا سارے شہر کی مساجد سے اعلان ہوا کہ بہت بڑا گناہ ہو گیا ہے اٹھو اور اس شخص کو سزا دو یہاں تک کہ اس کی طرف جب بڑھے ہیں اس سے پہلے پولیس کی تحویل میں وہ آ چکا تھا اور حملہ آوروں نے پولیس سے اس کو چھینا، پہلے اس پر پتھر برسائے اور پھر ابھی جان باقی تھی کہ زندہ آگ میں جلا دیا اور اس طرح انہوں نے قرآن کی

عزت قائم کی۔ اس کے پیچھے یہی جھوٹا اور غلط تصور ہے جس کا کوئی اشارہ بھی حضرت اقدس محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اپنی پاک زندگی میں نہیں ملتا۔ یہ عجیب باتیں محمد رسول اللہ کی طرف منسوب کرتے ہیں جنہیں اول انسانی فطرت دھکے دیتی ہے اور نفس کی شرافت کسی طرح قبول کرنے کے لئے تیار نہیں اور دوسری طرف محمد رسول اللہ پر نگاہ ڈالیں تو ایک بھی

> **سارے گوجرانوالے کے مولوی اور ارد گرد کے اکٹھے ہوجائیں، گوجرانوالے کی ایک گلی کو بھی مسلمان بنانے کی استطاعت نہیں رکھتے کیونکہ یہ خدا کا کام ہے جو امام اس نے بھیجا اس کے تو منکر ہو بیٹھے ہو اب تمہاری باتوں میں طاقت نہیں ہے**

واقعہ ایسا آپ کی زندگی میں دکھائی نہیں دیتا کہ اپنے اس ارشاد کا یہ مطلب سمجھتے تھے جو ملاں آج دوسری دنیا کو سمجھا رہا ہے۔ وہ واقعہ ہوگیا اور پھر دو تین دن کے بعد خبر شائع ہوئی کہ اس کی بیوی نے بیان دیا ہے کہ بالکل جھوٹ ہے، ایسی کوئی بات ہی نہیں ہوئی۔ صرف بات یہ ہوئی تھی کہ وہ بے چارہ چائے بنا رہا تھا، پاس قرآن کریم رکھا تھا، پانی ابلا اور قرآن پر ابلتا ہوا پانی پڑگیا۔ وہ سمجھا کہ مجھ سے گناہ ہوگیا ہے۔ اس نے کہا ہائے مجھ سے قرآن جل گیا اور وہ بات بیوی نے شاید کسی ہمسائی کو بیان کردی ہوگی یا آگے چل پڑی تو بات کہیں سے کہیں جا پہنچی۔ پولیس آئی، اسکو زبردستی پکڑ کے لے گئی اور پھر اسے اس MOB کے حوالے کردیا گیا جنہوں نے اس کی Lynching کی ہے۔ اب یہ باتیں اگر محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی طرف منسوب کرکے کی جائیں تو یہ اور بھی زیادہ بھیانک ہوجاتی ہیں۔ یہ کیسی بدبختی ہے کہ ایسی بہیمانہ حرکتوں کا منبع حضرت اقدس محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو بیان کیا جائے۔ اس طرح قانون کو اپنے ہاتھ میں لینے کا کہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی طرف سے کوئی اشارہ نہیں ملتا۔ صحابہ کا تو یہ حال تھا کہ ایسی حالت میں بھی کہ جب یقین سمجھتے تھے کہ فلاں شخص کی یہ غلطی ہے اور ہمیں حق ہے، قرآن کی طرف سے حق ہے، کہ ہم اسے قتل کردیں، محمد رسول اللہ سے پوچھے بغیر فیصلہ نہیں کرتے تھے۔ کامل قانون کی حکمرانی تھی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے کبھی اشارۃً بھی نہی عن المنکر کے یہ معنے عملاً ظاہر نہیں فرمائے کہ زبردستی لوگوں کو ہٹاتے پھریں اب قرآن آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے قلب مطہر پر نازل ہوا ہے، آپ کی ذات مجسم قرآن بن گئی۔ ایک موقع پر صبح نماز کے وقت تھوڑے آدمی تھے تو آپ نے فرمایا کہ مجھے اتنی تکلیف ہوتی ہے یہ دیکھ کر کہ لوگ نمازوں کی طرف تو نہیں آتے اور بکری کے دو پائے اگر پکا کر ان کی طرف بلایا جائے تو دوڑے چلے آتے ہیں کہ اگر یہ جائز ہوتا تو میں ان گھروں کو جلوا دیتا۔ اب یہ جو ہے یہ، نعوذ باللہ من ذلک، کسی مغلوب الغضب انسان کا کلام نہیں ہے۔ آپ جانتے تھے کہ وہ لوگ جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے سبق سیکھنے کے باوجود، نمازوں کی اہمیت کو سمجھنے کے باوجود، نمازوں سے غافل ہیں ان کا صلہ جہنم ہے۔ تو اس بڑی آگ سے بچانے کے لئے دل میں یہ خیال آسکتا ہے کہ یہ کروں تو باقی لوگوں کو نصیحت ہوجائے۔ مگر کیوں رکے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھی اجازت نہیں دی تھی۔ فرماتا ہے اِنَّمَا اَنتَ مُذَكِّرٌ لَستَ عَلَيهِم بِمُصَيطِرٍ تجھے ہم نے مذکر بنا کے بھیجا ہے۔ "مصیطر" بنا کے نہیں بھیجا اور یہ ایسے جاہل لوگ ہیں کہ قرآن کریم کی اس روشن وضاحت کے باوجود کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا کیا دائرہ ہے پھر بھی زبردستی اس کی طرف ایسی خوفناک اور ملحدانہ باتیں منسوب کرتے ہیں۔ قرآن کہتا ہے اِنَّمَا اَنتَ مُذَكِّرٌ اور مذکر کی تشریح قرآن بار بار یہ فرما رہا ہے کہ نہی عن المنکر کرو امر بالمعروف کرو لیکن تذکیر کے دائرے میں رہ کر، نصیحت کے دائرے میں رہ کر۔ اپنے ہاتھ میں قوت لے کر یا قوت کا سہارا لے کر، خواہ تمہارے ہاتھ کی ہو یا اور جگہ سے حاصل کرو، تمہیں اخلاقی تبدیلیاں پیدا کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ مصیطر نہیں ہے۔ اے محمدؐ! تو مصیطر نہیں ہے، داروغہ نہیں ہے جس نے زبردستی تبدیلیاں پیدا کرنی ہیں۔ اگر سنیں گے تو ان کا فائدہ ہے۔ نہیں سنیں گے تو پھر اللہ کے سپرد ہے اِلَّا مَن تَوَلّٰى وَكَفَرَ فَيُعَذِّبُهُ اللّٰهُ العَذَابَ الاَكبَرَ
جو تولّی کرے گا اور انکار کرے گا، اللہ کا کام ہے اسے عذاب اکبر میں مبتلا کرے، تمہارا کام نہیں ہے۔ اب یہ واقعہ جو وہاں رونما ہوا ہے اس وقت اخباروں نے اچھالا اور ایک اخبار بھی ایسا نہیں تھا جس نے اس کی مذمت کی ہو اور کہا ہو کہ محمد رسول اللہ پر یہ ناپاک داغ لگایا جا رہا ہے ہم اسے برداشت نہیں کریں گے، یہ جھوٹی نصیحتیں ہیں، کسی نے آواز نہیں اٹھائی۔ اور اب جب کہ حق ظاہر ہوگیا تب بھی سب دنیا خاموش ہے۔ کہاں ہے حکومت پاکستان کا انصاف۔ ان سب علماء کو جنہوں نے مسجدوں کے لاؤڈ سپیکروں سے وہ جاہلانہ اور غضب ناک اعلان کئے تھے جس کے نتیجے میں ایک معصوم کی جان اس طرح لی گئی اور بڑے دردناک طریقے پر لی گئی، اگر پاکستان کی حکومت میں ذرہ بھی انصاف ہو تو اب ان کو پکڑے۔ اول تو پہلے ہی پکڑنے کی ضرورت تھی۔ اگر قانون کے محافظ اپنے قانون کے ساتھ لوگوں کو کھیلنے دیتے ہیں تو قانون کا وقار پھر باقی نہیں رہا کرتا۔ ایسے ملک میں پھر آئندہ امن کی کوئی ضمانت نہیں ہوسکتی۔ وہ بھی وقت تھا کہ حکومت پاکستان دخل دیتی اور سختی سے اس رو کو دباتی کہ قرآن کو جلایا یا نہ جلایا یہ حکومت کا کام ہے، ہم فیصلہ کریں گے۔ عدالتوں کا کام ہے، حکومت کا کام ہے ان فیصلوں کو نافذ کرے۔ جس نے اپنے ہاتھ میں قانون لیا ہے وہ مجرم ہے اس سے وہی سلوک کیا جائے گا جو اس نے کسی دوسرے سے کیا ہے۔ اس وقت وہ وقت تھا لیکن اگر وہ وقت ہاتھ سے گذر گیا تو اب کیوں زبانیں گنگ ہوگئی ہیں۔ اب اس معصوم کا خون پکار رہا ہے اور کوئی آواز نہیں ہے جو اس کے حق میں اٹھ رہی ہو۔ اس لئے جماعت احمدیہ کو امر بالمعروف کی حد میں رہنا ہے اور اس سلیقے کے ساتھ رہنا ہے جس سلیقے کے ساتھ قرآن اور محمد رسول اللہ نے ہمیں سکھایا ہے اور اس میں ایک یہ بھی جو اس وقت آپ کے سامنے میں نمونہ دکھا رہا ہوں کہ ہم ہر بدی کے خلاف ضرور آواز اٹھاتے رہیں گے اور ساری جماعت کا کام ہے ہر جگہ یہ آواز اٹھائے اور اب جبکہ واقعہ ظاہر ہوچکا ہے تمام دنیا کی ضمیر کو جھنجھوڑے اور کہے کہ دیکھو اس طرح ظلم ہوا کرتے ہیں اگر جاہل ملاؤں کے ہاتھ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں کی تفسیر پکڑا دی جائے ان کو اپنی گفتگو کا سلیقہ نہیں، انہیں رہنے کے انداز نہیں آتے، ان کی باتوں سے غضب جھلکتا ہے، بات بات پر منہ سے جھاگیں نکلتی ہیں، انہوں نے محمد رسول اللہ کی سنت سکھانی ہے تمہیں؟ آپ نہیں سیکھ سکے اور جہالت دیکھیں عوام کی یہی ملاں نسلاً بعد نسل بولتا بولتا اپنے گلے بٹھا دے اور جانیں دے بیٹھے کہ آؤ نیکی کی طرف آؤ تو نیکی کی طرف کوئی نہیں آئے گا۔ گوجرانوالے سے رشوت دور کرکے دکھا دے، گوجرانوالے میں جو حق تلفی ہو رہی ہے وہ دور کرکے دکھا دے، گوجرانوالہ کی عدالتوں میں سچے گواہ پیش کردیں۔ کوشش تو کریں، سارے گوجرانوالے کے مولوی اور ارد گرد کے اکٹھے ہوجائیں، گوجرانوالے کی ایک گلی کو بھی مسلمان بنانے کی استطاعت نہیں رکھتے کیونکہ یہ خدا کا کام ہے جو امام اس نے بھیجا اس کے تو منکر ہو بیٹھے ہو اب تمہاری باتوں میں طاقت نہیں ہے۔

> **طاقت وہاں ہے جہاں سے آج میں بول رہا ہوں۔ محمد مصطفٰےؐ کے غلاموں میں طاقت ہے مسیح موعود کے منصب خلافت میں طاقت ہے**

طاقت وہاں ہے جہاں سے آج میں بول رہا ہوں محمد مصطفٰےؐ کے غلاموں میں طاقت ہے۔ مسیح موعود کے منصب خلافت میں طاقت ہے۔ آج میں ایک آواز بلند کرتا ہوں زمین کے کناروں تک لبیک لبیک کی آوازیں آتی ہیں۔ ایک بدی دور کرنے کی نصیحت کرتا ہوں، بے اختیار دل اچھلتے ہیں، کہتے ہیں ہاں ہم حاضر ہیں، ہم ان سب بدیوں کو کاٹ پھینکیں گے، ایک نیکی کی طرف بلاتا ہوں، اس سے بڑھ کر نیکیوں کے لئے وعدے آتے ہیں اور پھر لوگ ان پر عمل کرکے دکھاتے ہیں۔ یہ صرف اس لئے ہے کہ حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو زمانے کا امام بنایا گیا ہے اور وہی امامت طاقتور ہے جو آپ کی غلامی کی امامت ہے اس سے ہٹ کر کوئی امامت امامت نہیں ہے۔ تم ظلموں کی طرف بلا لو، دیکھو کس طرح لوگ تمہاری آواز پر لبیک کہتے ہیں۔ تم سنگسار کرنے کے لئے لوگوں کو آواز دو، جھولیوں میں پتھر ڈال کر دوڑیں گے اور معصوم ہوں یا گنہگار ہوں ہر ایک پر وہ پتھر پڑیں گے اور اکثر معصوموں پر پڑیں گے۔ لیکن ظلم سے روکنے کی کوشش کرکے دیکھو کبھی ظلم سے روک نہیں سکتے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی طاقت محمد رسول اللہ کو عطا ہوئی ہے تمہیں نہیں ہوئی اور یہی میں جماعت کو سمجھانا چاہتا ہوں جب تک وہ امر بالمعروف کریں گے جو محمد رسول اللہ کا امر بالمعروف ہے آپ کو آسمان سے طاقت نصیب رہے گی آپ کی باتوں میں عظمت پیدا ہوگی، وقار پیدا ہوگا، لوگوں کے دل ان کو ماننے کے لئے جھکیں گے اور اگر وہی نہی عن المنکر آپ نے کرنی ہے اور وہی کرنی ہوگی اور اس انداز سے کرنی ہے جس انداز سے محمد رسول اللہ نے کی اور وہی کرنی ہوگی تو پھر

دیکھیں کس طرح آپ کے روکنے سے لوگ رکتے ہیں اور یہی اس وقت جماعت میں ہو رہا ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نصیحتوں کی گہرائی میں اتریں اور قرآن کے حوالوں سے ان نصیحتوں کو سمجھیں اور ان کے مطابق عمل کریں تو خدا تعالیٰ کی طرف سے آپ کو طاقت نصیب ہوگی کسی دنیا کے ہتھیار کی ضرورت نہیں کسی حکومت کی تائید کی ضرورت نہیں ہے۔

پس اہل پاکستان میری آواز کو سن رہے ہوں گے وہ اپنے طور پر اپنی حکومت کو پہنچائیں اور ان سب بدکرداروں کو جنہوں نے یہ ظلم کیا ہے اور ظلم کمایا ہے. ان کو عبرتناک سزائیں ملنی چاہئیں تاکہ آئندہ کسی کو قانون ہاتھ میں لینے کی جرات نہ پڑے۔ کجا یہ کہ وہ یہ فیصلے کرے کہ سچا ہے یا جھوٹا ہے۔ یہ اختیار ہی ان کو نہیں ہے۔ اور امر بالمعروف کے متعلق مسلسل آواز بلند ہونی چاہئے کہ یہ مطلب نہیں ہے جو ملاں تمہیں سمجھا رہا ہے یہ جھوٹ بولتا ہے۔ امر بالمعروف کا وہ مطلب ہے جو محمد رسول اللہ نے قرآن سے خود سمجھا اور زندگی بھر اس پر عمل کرکے دکھایا۔

ایک دفعہ ایک عرب متشدد دوست تھے مراکو کے۔ وہ مجھ سے گفتگو کر رہے تھے تو مجھے

ہماری مجلس شوریٰ وہی ہوگی جہاں چھوٹوں پر رحم کیا جائے گا، بڑوں کی عزت کی جائے گی اور نیک باتوں کی نصیحت کی جائے گی، بری باتوں سے روکا جائے گا

کہنے لگے کہ دیکھیں ہم لوگ جو ہیں ایک غیر اسلامی حکومت کے خلاف جہاد کر رہے ہیں۔ وہ بھی مسلمانوں کی مراکن کی حکومت ہے۔ میں نے کہا، کس طرح کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا وہ تو عورتوں کے چہرے سے پردے اترے ہوئے بھی ہوں تو کوئی کاروائی نہیں کرتے یعنی زبردستی چہروں پہ دوبارہ پردے نہیں ڈالتے۔ اب ہمارا اتنا رعب ہے کہ کوئی عورت اگر اس طرح نکلے تو چاہے اپنے خاوند کے ساتھ ہی ہو ہم زبردستی اس کو گھسیٹ کے بازاروں میں لے جاتے ہیں اور اس کو سزا دیتے ہیں اور مجبور کرتے ہیں کہ اگر وہ پردہ نہیں کرے گی تو ہم اس کے ساتھ یہ کریں گے۔ جب وہ بات کر بیٹھا تو میں نے کہا اس امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا تم چودہ سو سال پہلے بھی کوئی نشان پاتے ہو۔ اس کا کوئی ذکر محمد رسول اللہ کے حوالے سے بھی ملتا ہے۔ کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ایسا کرکے دکھایا ہو۔ کسی ایک عورت پر کسی مسلمان کو اجازت ملی ہو کہ اس کی بے پردگی یا اس کی کسی اور کمزوری کے نتیجے میں اس کو ہاتھ اٹھانے کی یا بے عزتی کرنے کی خدا تعالیٰ کی طرف سے رخصت ملی ہو۔ کوئی اشارہ ملتا ہے؟ سوچتا رہا، سوچتا رہا، کہا نہیں میرے علم میں کوئی نہیں۔ تو میں نے کہا اگر نور کے زمانے میں اس کا کوئی نشان نہیں ہے تو پھر یہ اندھیروں کی پیداوار ہے۔ اس کا محمد رسول اللہ سے کوئی تعلق نہیں۔ جس کو تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سمجھ رہے ہو یہ بے غیرتی اور بے حیائی ہے، اس سے بڑھ کر بے حیائی ہے۔ ایک عورت اپنے خاوند کے ساتھ چل رہی ہے اس کا ایک احترام ہے، اس کی ایک عزت ہے، تمہیں کس نے حق دیا ہے کہ اس عورت کے اوپر زبردستی کرو۔ اس نے جو بے پردگی کی ہے اتنا معمولی جرم ہے اس جرم کے مقابل پر کہ اگر مقابلہ کیا جائے تو اس کی تو کوئی بھی حیثیت نہیں۔ وہ جرم بھی تب بنتا ہے اگر تمہاری آنکھیں بے حیا ہوں۔ اگر دیکھنے والوں کی آنکھیں حیادار ہوں تو وہ جرم بھی کوئی جرم نہیں رہتا۔ وہ کچھ بھی حیثیت نہیں رکھتا۔ اور تم اپنے ہاتھ میں لے بیٹھے ہو یعنی اسلام کا نفاذ خدا نے تمہارے سپرد کر دیا اور جیسی مکروہ عقلوں کے ساتھ تم نفاذ کرنا چاہتے ہو ویسا کرو گے، یہ اسلام نہیں ہے۔ ان لوگوں میں پاکستان کے ملانوں کی نسبت بہت زیادہ انصاف پایا جاتا ہے باوجود اس کے کہ شروع میں بڑا متشدد اور بڑا زور کے ساتھ اپنے مؤقف پیش کر رہا تھا، تھوڑی دیر کے اندر اندر بیٹھ گیا، اپنے ساتھیوں کو بھی اس نے کہنا شروع کر دیا یہ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔

پس امر بالمعروف میں طاقت ہے اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اسلوب پر، آپؐ سے اس کے آداب سیکھ کر، آپ امر بالمعروف کریں اور آج قوم کو اس کی ضرورت ہے احمدیوں میں بھی امر بالمعروف کریں اور اس ضمن میں اس حدیث کا پہلا ٹکڑا اس غلط تصور کے لئے کوئی گنجائش باقی نہیں رہنے دیتا۔ فرمایا ہے. لَیْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ یَرْحَمْ صَغِیْرَنَا وَیُوَقِّرْ کَبِیْرَنَا

میں یہ سمجھا رہا ہوں کہ اس حدیث میں ہی وہ دفاعی والوز موجود ہیں نصیحت فرما رہے ہیں اپنے چھوٹوں پر رحم کرو اور بڑوں کی عزت کرو، پھر تمہیں حق ہے کہ تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرو۔ اگر امر بالمعروف کا مطلب بڑوں کے بے عزتی کرنا اور چھوٹوں پر ظلم کرنا ہوتا تو

جب خدا کے نزدیک کسی قوم کا یہ حق ہو جائے کہ اس کی عزت کی جائے تو اسکی عزتیں بڑھتی ہیں۔ پھر کوئی دنیا کی طاقت اسکی عزتوں کو کم نہیں کر سکتی

حضور اس نصیحت کے ساتھ اس نصیحت کو ملا کر نہ آگے چلتے۔ پس پہلے ہی ایک ایسی پیاری تمہید باندھ دی جس سے اگلی بات کی غلط فہمی کا سوال ہی باقی نہیں رہا۔ پس جماعت احمدیہ کو امر بالمعروف اس طرح کرنا ہے کہ بڑے ہوں تو ادب کے ساتھ بات کریں۔ چھوٹے ہوں تو ان کی غلطیوں پر رحم کریں۔ اگر کسی بچے نے بال ایسے بڑھا لئے ہیں جاہلانہ طور پر، جیسا کہ یورپ میں آجکل رواج ہے اور پاکستان میں بڑے زور سے فیشن بنا ہوا ہے کہ عورتوں کی طرح گتیں بنالی ہیں تو اگر آپ کو غصہ آتا ہے تو آپ امر بالمعروف کے اہل ہی نہیں ہیں، چھٹی کر جائیں، ایک طرف ہٹ جائیں۔ اگر آپ کو رحم آتا ہے تو پیار سے سمجھائیں۔ اگر گلے میں زیور لٹکائے ہوئے ہیں اور وہ سمجھ رہا ہے کہ اس سے میری شان ہے تو اگر محبت اور پیار سے نصیحت نہیں کر سکتے تو ایک طرف ہٹ جائیں کیونکہ اگر آپ نے ایسا نہ کیا ایک طرف نہ ہٹے اور سختی سے، ظلم سے اس سے بات کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں کہ تمہارا میرے سے کوئی تعلق نہیں رہے گا مَنْ لَمْ یَرْحَمْ صَغِیْرَنَا فَلَیْسَ مِنَّا تم ہم میں سے ہی نہیں رہو گے تو ہماری طرف کیا بلاتے ہو۔ پس اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کو قیامت تک اس سنت محمد مصطفیٰؐ پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے جو ہمیشہ کے لئے ہر خوبی کی زندگی کی ضمانت ہے اور ہر بدی کی موت کی خبر دیتی ہے اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔

اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کو قیامت تک اس سنت محمد مصطفےٰ پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے جو ہمیشہ کے لئے ہر خوبی کی زندگی کی ضمانت ہے اور ہر بدی کی موت کی خبر دیتی ہے

نیک دل پاک طبع اور پاک خیال ہو کر زمین پر چلو

چاہئے کہ تمہاری مجلسوں میں کوئی ناپاکی اور ٹھٹھے اور ہنسی کا مشغلہ نہ ہو اور نیک دل اور پاک طبع اور پاک خیال ہو کر زمین پر چلو اور یاد رکھو کہ ہر ایک شر مقابلہ کے لائق نہیں ہوتا اس لئے لازم ہے کہ اکثر اوقات عفو اور درگزر کی عادت ڈالو اور صبر اور حلم سے کام لو اور کسی پر ناجائز طریق سے حملہ نہ کرو اور جذبات نفس کو دبائے رکھو۔

—— حضرت مسیح موعود علیہ السلام ——

mta- Muslim Television Ahmadiyya

Al Shirkatul Islamiyyah, 16 Gressenhall Road, London SW18 5QL
Tel : +44 (0)81 870 0922 Fax : +44 (0)81 870 0684

Satellite	EUTELSAT II F3	STATSIONAR 21	STATSIONAR 4	GALAXY 2
Area	Europe, North Africa	Asian, Middle East, Eastern Europe, East Africa Regions	South America, Africa and European Regions	North America, Canada
Position	16° East	103° East	14° West	74° West
Transponder	37	7 (C-Band)	7 (C-Band)	11
Frequency	11.575 GHz	3725 MHz	3725 MHz	36 MHz
Polarity	Vertical	Right Hand circular	Right Hand circular	Horizontal
Format	625 Lines PAL Colour	625 Lines PAL Colour	625 Lines PAL Colour	NTSC
Audio Sub-Carriers				
Urdu	6.5 MHz	6.5 MHz	6.5 MHz	6.2 MHz
English	7.02 MHz	7.02 MHz	7.02 MHz	-
Arabic	7.20 MHz	7.20 MHz	7.20 MHz	-
Bosnian*	7.38 MHz	7.38 MHz	7.38 MHz	-
Russian*	7.56 MHz	7.56 MHz	7.56 MHz	-
German*	7.74 MHz	7.74 MHz	7.74 MHz	-
French	7.92 MHz	7.92 MHz	7.92 MHz	-
Turkish*	8.10 MHz	8.10 MHz	8.10 MHz	-
London Time	13.00 - 16.00 (Daily)	07.00 - 19.00 (Fridays Only)	13.30 - 14.30 (Fridays Only)	13.30 - 14.30 (Fridays Only)

* On special occasions only

Radio = Short Wave Band Radio, 25 Meter Band, Digital Frequency 11695
Timings: 13.30 - 14.30 London Time (Fridays Only). For Asian Countries only.
From 1 April '94: 16 Meter Band, Digital Frequency 17765

All timings and frequencies are subject to change without notice.

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عشق قرآن

(محمود مجیب اصغر)

بانی سلسلہ احمدیہ سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ میری بعثت کا مقصد قرآن کریم کی خوبیاں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی عظمتیں بیان کرنا ہے۔ اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے آپ ایک موقع پر فرماتے ہیں:۔

"سو تم قرآن کو تدبر سے پڑھو اور اس سے بہت پیار کرو۔ ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو"۔ (کشتی نوح)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام صحابہ ہی حسب مراتب قرآن کریم سے محبت کرنے والے تھے ان میں سے اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا حکیم نورالدین رضی اللہ عنہ کو ایک امتیازی مقام عطا فرمایا۔ آپ ایک نہایت اعلیٰ درجہ کے عاشق قرآن تھے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک موقع پر آپ کے بارہ میں تحریر فرمایا:۔

"میں نے کسی کے دل میں اس طرح قرآن کریم کی محبت نہیں پائی جس طرح آپ کا دل فرقان حمید کی محبت سے لبریز ہے"۔

(آئینہ کمالات اسلام، اردو ترجمہ از عربی عبارت)

آپ کے عشق قرآن کا یہ عالم تھا کہ ساری عمر قرآن کریم پڑھنے پڑھانے میں صرف کی۔ قادیان آنے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات طیبہ کے دوران بھی آپ مسلسل قرآن کریم کا قادیان میں درس دیتے رہے اور اپنی خلافت کے دوران بھی اس سلسلہ کو اسی طرح جاری رکھا۔ آپ کے عشق کا یہ عالم تھا کہ ایک بار آپ نے فرمایا:۔

"خداتعالیٰ مجھے بہشت اور حشر میں نعمتیں دے تو میں سب سے پہلے قرآن شریف مانگوں تاکہ حشر کے میدان میں بھی اور بہشت میں بھی قرآن شریف پڑھوں، پڑھاؤں اور سنوں"۔

(تذکرۃ المہدی جلد اول)

آپ کی یہ شدید خواہش تھی کہ قرآن کریم کے درس و تدریس کا سلسلہ آپ کی وفات کے بعد بھی جاری رہے۔ چنانچہ آپ نے اپنے بعد میں آنے والے خلیفہ کے لئے جو وصیت لکھی اس میں بھی اس خواہش کو ملحوظ رکھتے ہوئے فرمایا:۔

"قرآن و حدیث کا درس جاری رہے"

(تاریخ احمدیت جلد چہارم)

قرآن کریم کی تعلیم کا آغاز

آپ کی تعلیم کا آغاز بھی قرآن کریم کی تعلیم سے ہوا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

"۱۲۵۸ھ یا ۱۸۴۱ء یا سمت ۹۸ کے قریب میرا تولد کا زمانہ ہے۔ ابتداء میں میں نے اپنی ماں کی گود میں قرآن کریم کو پڑھا ہے اور انہی سے پنجابی زبان میں فقہ کی کتابیں پڑھیں اور سنیں۔ کچھ حصہ قرآن کریم کا والد صاحب سے بھی پڑھا ہے"۔

(مرقاۃ الیقین فی حیاۃ نورالدین)

—○ ○—

"میری ماں کو قرآن کریم پڑھانے کا بڑا ہی اتفاق ہوتا تھا انہوں نے تیرہ برس کی عمر سے قرآن شریف پڑھانا شروع کیا تھا۔ چنانچہ یہ ان کا اثر ہے کہ ہم سب بھائیوں کو قرآن شریف سے بہت ہی شوق رہا ہے"۔

—○ ○—

فرمایا:۔

"خداتعالیٰ رحم کرے میری والدہ پر انہوں نے اپنی زبان میں عجیب عجیب طرح کے نکات قرآن مجھ کو بتائے"

(مرقاۃ الیقین فی حیاۃ نورالدین)

جلد ہی آپ کو قرآن کریم کے ترجمے کی طرف توجہ پیدا ہوئی جس کا باعث کلکتہ کے ایک تاجر کتب ہوئے اس کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:۔

"جناب الٰہی کے انعامات میں سے یہ بات تھی کہ ایک شخص غدر میں کلکتہ کے تاجر کتب جو مجاہدین کے پاس اس زمانہ میں روپیہ لے جایا کرتے تھے ہمارے مکان میں اترے۔ انہوں نے ترجمہ قرآن کی طرف یا یہ کہنا چاہئے کہ اس گراں بہار جواہرات کی کان کی طرف متوجہ کیا جس کے باعث میں اس بڑھاپے نہایت شادمانہ زندگی بسر کرتا ہوں"

(مرقاۃ الیقین فی حیاۃ نورالدین)

قرآن کریم کے علوم کی جستجو اور حیرت انگیز واقعات

قرآن کریم اور دیگر علوم کی جستجو میں آپ نے بہت دور دراز کے سفر اختیار کئے اور مکہ اور مدینہ تک تشریف لے گئے۔ ہر کس و ناکس پر آپ کے عشق قرآن کا خاطر خواہ اثر ہوا۔ اپنے حالات قلمبند کرواتے ہوئے مدینہ میں قیام کے ذکر میں آپ نے فرمایا:۔

"مدینہ طیبہ میں ایک ترک کو مجھ سے بہت ہی محبت تھی۔ اس نے کہا کہ اگر کوئی کتاب پسند ہو تو ہمارے کتب خانہ سے لے جایا کریں گو ہمارا قانون نہیں ہے مگر آپ کے اس عشق و محبت کی وجہ سے جو آپ کو قرآن کریم سے ہے آپ کو اجازت ہے"۔

(مرقاۃ الیقین فی حیاۃ نورالدین)

—○ ○—

اس سے پہلے زمانہ طالبعلمی میں جب کہ آپ متحدہ ہندوستان کے دور دراز سفروں کے سلسلہ میں بھوپال پہنچے تو وہاں ایک عجیب ماجرا ہوا۔ ایک مسجد میں آپ قرآن کریم کے لفظی ترجمہ کی کلاس میں شامل ہوئے۔ یہ ترجمہ پڑھانے والے منشی جمال الدین صاحب تھے آپ فرماتے ہیں:۔

"حضرت منشی صاحب مغرب کے بعد خود قرآن شریف کا لفظی ترجمہ پڑھایا کرتے تھے۔ ایک روز میں بھی درس میں چلا گیا۔ وہاں یہ سبق تھا

واذا لقوا الذین آمنوا قالوا آمنا واذا خلا بعضھم الیٰ بعض (سورہ بقرہ آیت ۷۷)

محمد عمران کا نواسہ قاری تھا۔ میں نے کہا کیا مجھے اجازت ہے ہم لوگ کچھ سوال بھی کریں۔ منشی صاحب نے فرمایا بخوشی۔ میں نے کہا یہاں بھی منافقوں کا ذکر ہے اور نرم لفظ بولا ہے۔ "بعضھم الیٰ بعض" اور اس سورہ کے ابتداء میں جہاں انہی کا ذکر ہے وہاں بڑا تیز لفظ ہے۔ "اذا خلوا الیٰ شیاطینھم" (سورہ بقرہ آیت ۱۵)۔ اس نرمی اور سختی کی وجہ کیا ہوگی۔ منشی صاحب نے فرمایا کیا تم جانتے ہو؟ میں نے کہا میرے خیال میں ایک بات آتی ہے کہ مدینہ منورہ میں دو قسم کے منافق تھے ایک اہل کتاب اور ایک مشرک۔ اہل کتاب کے لئے نرم یعنی "بعضھم" اور مشرکین کے لئے سخت یعنی "الیٰ شیاطینھم" بولا ہے۔ منشی صاحب سن کر اپنی مسند پر سیدھے کھڑے ہو گئے اور میرے پاس چلے آئے۔ مجھ سے کہا کہ آپ وہاں بیٹھیں اور میں بھی اب قرآن شریف پڑھوں گا۔ قدرت الٰہی کہ وہاں ایک ہی لفظ پر قرآن کریم کے مدرس بن گئے۔

(مرقاۃ الیقین فی حیاۃ نورالدین)

—○ ○—

ریاست جموں و کشمیر میں آپ کو ایک مرتبہ بیماری کے باعث پالکی میں سفر کرنے کا اتفاق ہوا۔ اس دوران آپ نے قرآن کریم حفظ کرنا شروع کر دیا اور ایک ماہ میں چودہ پارے حفظ کر لئے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"......ان کا آدمی پالکی لے کر میرے پاس آیا اور کہا کہ آپ پالکی میں سوار ہو جائیں اور یہ پالکی جموں واپس ہونے تک آپ کے ساتھ رہے گی۔ میں نے اس کو خداتعالیٰ کا فضل سمجھا اور سوار ہو گیا۔ اس میں خوب آرام کا بستر بچھا ہوا تھا میں اس میں لیٹ گیا اور شکریہ میں قرآن شریف کی تلاوت شروع کی۔ وہ ایک مہینہ کا سفر تھا........ میں نے اس ایک مہینہ میں چودہ پارے قرآن شریف کے یاد کر لئے"۔

(مرقاۃ الیقین فی حیاۃ نورالدین)

اس کے بعد آپ نے باقی قرآن کریم بھی یاد کر کے پورا قرآن کریم نہایت قلیل مدت میں حفظ کر لیا۔

—○ ○—

قرآن کریم کے عشق کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو خود قرآن کریم کا فہم عطا فرمایا۔ اسی سلسلہ میں آپ کے متعدد واقعات کا ذکر ملتا ہے۔ چنانچہ اس بارہ میں آپ اپنے ایک رویا کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"کشمیر میں ایک مولوی عبدالقدوس صاحب رہتے تھے۔ وہ بڑے بزرگ آدمی تھے اور میرے پیر بھائی بھی تھے۔ کیونکہ وہ شاہ جی عبدالغنی صاحب کے مرید تھے اور میں بھی شاہ صاحب کا مرید تھا۔ ان کو مجھ سے خاص محبت تھی اور باوجود ضعف پیری کے میرے مکان پر ترمذی کا سبق پڑھنے آتے تھے۔ میں نے رویا دیکھا کہ ان کی گود میں کئی چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ میں نے ایک جھپٹا مارا اور سب بچے اپنی گود میں لے کر وہاں سے چل دیا۔ رستہ میں میں نے ان بچوں سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہمارا نام "کھیعص" ہے۔ میں اپنے اس رویا کو بہت ہی تعجب سے دیکھتا تھا۔ جب حضرت مرزا صاحبؑ کا مرید ہوا تو میں نے ان سے اپنے اس خواب کا ذکر کیا۔ مرزا صاحب نے فرمایا کہ آپ کو اس کا علم دیا جائے گا اور وہ لڑکے فرشتے تھے"۔

(مرقاۃ الیقین فی حیاۃ نورالدین)

—○ ○—

اسی طرح ایک اور واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:۔

NEW AND SECOND HAND SPARES
SPECIALISTS IN JAPANESE CARS ALL MODELS
TJ AUTO SPARES
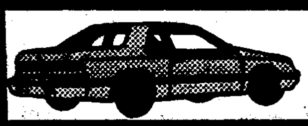
376 ILFORD LANE
ILFORD, ESSEX
081 478 7851

CAN YOU SERIOUSLY AFFORD TO TRAVEL BY AIR WITHOUT FIRST CHECKING OUR PRICES?
PHONE US FOR A QUOTE
ATLAS TRAVEL
THE TRAVEL AGENTS YOU CAN TRUST
061 795 3656
493, CHEETHAM HILL ROAD, MANCHESTER, M8 7HY

" دھرم پال نے جب "ترک اسلام" کتاب لکھی تو اس سے بہت پہلے مجھے ایک خواب نظر آیا کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے فرماتا ہے کہ اگر کوئی شخص قرآن شریف کی کوئی آیت تجھ سے پوچھے اور وہ تجھ کو نہ آتی ہو اور پوچھنے والا منکر قرآن ہو تو ہم خود تم کو اس آیت کے متعلق علم دیں گے۔ جب دھرم پال کی کتاب آئی اور خدا تعالیٰ نے مجھ کو اس کے جواب کی توفیق دی۔ حروف مقطعات کے متعلق اعتراض تک پہنچ کر ایک روز مغرب کی نماز میں دو سجدوں کے درمیان میں نے صرف اتنا ہی خیال کیا کہ مولا! یہ منکر قرآن تو ہے گو میرے سامنے نہیں۔ یہ مقطعات پر سوال کرتا ہے اسی وقت یعنی دو سجدوں کے درمیان قلیل عرصہ میں مجھ کو مقطعات کا وسیع علم دیا گیا جس کا ایک شمہ میں نے رسالہ نورالدین میں مقطعات کے جواب میں لکھا اور اس کو لکھ کر میں خود بھی حیران رہ گیا"۔

(مرقاۃ الیقین فی حیاۃ نورالدین)

—○ ○—

اللہ تعالیٰ کے اس امتیازی سلوک کا کہ وہ خود آپؓ قرآن کریم کے معنی سمجھائے گا۔ آپ نے کئی بار ذکر فرمایا۔ ایک موقع پر فرمایا:۔

" ہمارے نبی کریمؐ نے زرہ بنائی وہ اسلام ہے اور پھر میرے ہاتھ میں ہے وہ قرآن ہے۔ کوئی کتاب اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ کوئی شخص اس کتاب کے فہم والے کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ مجھ سے خدا نے وعدہ کیا ہے کہ میں تمہیں دشمن کے مقابل پر اس کے معنی سمجھاؤں گا"۔

(حقائق الفرقان جلد سوم ۔ ۱۳۳)

—○ ○—

آپ نے ایک بار اس امر کا اظہار بھی کیا کہ آپ نے قرآن کریم کے بعض معارف حضرت علی رضی اللہ عنہ سے براہ راست سیکھے کیونکہ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بطور خاص فہم قرآن حاصل تھا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

" ...... جن گھروں میں صبح و شام اللہ کا ذکر ہوتا ہے وہاں لوگ رہتے ہیں وہ تاجر ہیں۔ ان کے گھر چھوٹے ہیں مگر کسی دن اللہ ان کے گھروں کو بڑا بنا دے گا۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیقؓ پھر حضرت عمرؓ پھر حضرت عثمانؓ اس کے شائع کرنے والے پھر حضرت علیؓ جن سے سچے روحانی علوم دنیا میں پہنچے۔ میں نے خود بلاواسطہ حضرت علیؓ سے قرآن کے بعض معارف سیکھے ہیں"۔

(حقائق الفرقان جلد سوم ۔ ۲۲۳)

—○ ○—

TO ADVERTISE IN THE
AL FAZL INTERNATIONAL
PLEASE CONTACT
NAEEM USMAN MEMON
081 874 8902/ 081 875 1285
OR FAX YOUR ADVERT FOR
A QUOTE ON 081 875 0249

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کے فہم قرآن اور عشق قرآن کے بارہ میں سب سے زیادہ باخبر تھے۔ مشہور صحابی مسیح موعودؑ پیر سراج الحق نعمانی صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ:۔

" حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بار بار مجھے فرمایا کرتے تھے کہ مولوی نورالدین صاحب کی تفسیر قرآن آسمانی تفسیر ہے۔ صاحبزادہ صاحب! ان سے قرآن پڑھا کرو اور ان کے اگر تم نے دو تین سیپارے بھی حضرت مولوی صاحب سے سنے یا پڑھے تو تم کو قرآن شریف سمجھنے کا مادہ اور تفسیر کرنے کا ملکہ ہو جائے گا۔ یہ بات مجھ سے حضرت اقدس علیہ السلام نے شاید پچاس مرتبہ کہی ہوگی"۔

(تذکرۃ المہدی جلد اول ۔ ۲۴۴)

—○ ○—

آپ کی شدید خواہش تھی کہ قرآن شریف کو ہر انسان تک پہنچائیں۔ چنانچہ اس سلسل میں آپ نے کوئی موقع بھی ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ آپ متحدہ ہندوستان میں رام پور، بھوپال، لکھنؤ وغیرہ میں حصول تعلیم کے بعد مہاراجہ جموں کے پاس شاہی طبیب مقرر ہوئے۔ اس دوران آپ کا قرآن کریم سے عشق آپ کو ہندوؤں کو قرآن کریم سنانے اور پڑھانے کی طرف مائل تھا۔ آپ فرماتے ہیں:۔

" وہاں بعض اوقات مجھے خاص خدمت گاروں میں بیٹھنے کا موقع ملتا تھا۔ ایک دفعہ میں نے ان کو کہا آؤ ہم قرآن سنائیں۔ وہ سب ہندو تھے۔ میں نے دو ایک روز انہیں قرآن سنایا۔ ایک شخص جس کا نام رتی رام تھا اور وہ خزانہ کا افسر تھا اور افسر خزانہ کا بیٹا تھا۔ اس نے عام مجلس میں کہا کہ دیکھو ان کو قرآن شریف سنانے سے روکو ورنہ میں مسلمان ہو جاؤں گا۔ قرآن شریف بڑی دلربا کتاب ہے اور اس کا مقابلہ ہرگز نہیں ہو سکتا اور نورالدین کے سنانے کا انداز بھی بہت دلفریب اور دلربا ہے"۔

(مرقاۃ الیقین فی حیاۃ نورالدین)

—○ ○—

آپ نے قرآن کریم پڑھانے کے لئے کئی طالبعلم بڑی جد و جہد سے حاصل کئے۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے ایک بار فرمایا:۔

" میں نے جموں میں بہت درس دئے ہیں۔ میں اپنی جیب سے بہت سے روپے بھی اس کام کے لئے خرچ کرتا تھا۔ پھر مجھ کو خدا تعالیٰ نے سمجھایا کہ ہم تیرے لئے دوسری صورت پیدا کر دیں گے۔ اب میں کچھ زیادہ روپیہ خرچ نہیں کرتا۔ اخلاص ایسی چیز ہے کہ یا تو ہزاروں روپے خرچ کر کے بعض نوجوانوں کو بنانا چاہتا تھا۔ اب میں ایسے نوجوانوں کو جانتا ہوں جو مجھ پر جان دینے کو تیار ہیں اور بالکل میرے جان گزار عاشق ہیں"۔

(۴ فروری ۱۹۱۲ء)

—○ ○—

قرآن کریم کے ساتھ محبت کے لئے عظیم مجاہدات اور اپنے عشق قرآن کا بے ساختہ اظہار

فرمایا:۔

" میں نے بائبل، دساتیر، وید وغیرہ تمام مذاہب کی کتابیں پڑھی بھی ہیں، سنی بھی ہیں۔ مجھ کو سب سے قرآن کریم ہی کی عظمت نظر آئی اور کوئی چیز بھی گمراہی کا موجب نہیں ہو سکی۔ فالحمد للہ رب العالمین"۔

(۲ نومبر ۱۹۱۰ء)

—○ ○—

" میں نے دنیا کے جملہ مذاہب کی کتابیں پڑھیں اور سنی ہیں۔ ژند، پاژند، سفرنگ، دساتیر، بائیبل، وید، گیتا وغیرہ کتابوں پر بہت ہی بہت غور کیا ہے۔ دنیا کی تمام کتابوں کی اچھی باتوں کا خلاصہ اور بہتر سے بہتر خلاصہ قرآن کریم ہے"۔

(۲۶ جنوری ۱۹۱۰ء)

—○ ○—

" میں نے بہت سی کتابیں پڑھی ہیں اور خوب سمجھ کر پڑھی ہیں مجھے قرآن کے برابر پیاری کتاب نہیں ملی۔ اس سے بڑھ کر کوئی کتاب پسند نہیں۔ قرآن کافی کتاب ہے"۔

(حقائق الفرقان جلد سوم ۔ ۳۴۲)

—○ ○—

" میں جب پہلے یہاں (قادیان) آیا یہی نکتہ حضرت صاحب (مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے سنا کہ صرف محبت کام نہیں آتی بلکہ ہم میں ہو کر جہاد کریں اور اس کی کوشش کے مطابق اپنا عمل در آمد رکھیں"۔

(حقائق الفرقان، جلد سوم ۔ ۳۴۶)

—○ ○—

" میں سچ کہتا ہوں کہ قرآن شریف کے سوا کوئی ایسی کتاب نہیں کہ اس کو جتنی بار پڑھو اور جتنا اس پر غور کرو اسی قدر لطف اور راحت بڑھتی جاوے گی۔ طبیعت اکتانے کی بجائے چاہے گی کہ اور وقت اس پر صرف کرو۔ عمل کرنے کے لئے کم از کم جوش پیدا ہوتا ہے اور دل میں ایمان، یقین اور عرفان کی لہریں اٹھتی ہیں"۔

(حقائق الفرقان، جلد اول ۔ ۳۴)

—○ ○—

" قرآن مجید کی سچی فرمانبرداری کرو۔ میرا اعتقاد ہے کہ اس کتاب کا ایک رکوع انسان کو بادشاہ سے بڑھ کر خوش قسمت بنا دیتا ہے۔ جس باغ میں میں رہتا ہوں اگر لوگوں کو خبر ہو جائے تو مجھے بعض دفعہ خیال گزرتا ہے کہ میرے گھر سے قرآن نکال کر لے جاویں۔ مسلمانوں کے پاس ایسی مقدس کتاب ہو اور پھر وہ تکالیف میں پھنسے ہوئے ہوں ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا"۔

(حقائق الفرقان، جلد سوم ۔ ۷۶)

—○ ○—

" میں جب قرآن شریف پڑھتا ہوں تو اسے نئی شان میں پاتا ہوں قرآن کے بعد کوئی نئی کتاب آنے والی نہیں بس وہی نئی شان میں جلوہ گر ہوتا ہے"۔

(حقائق الفرقان، جلد سوم ۔ ۱۰۷)

—○ ○—

اپنی خلافت کے دوران ایک بار ۱۹۱۰ء میں فرمایا:۔

" میری طبیعت تو ضعیف ہے مگر دل میں آیا کہ زندگی کا بھروسہ نہیں، معلوم نہیں کہ کس وقت موت آ جاوے۔ کچھ قرآن سنا دیا جاوے تو اچھا ہے"۔

فرمایا: "آج مجھے جوش ہوا کہ درس قرآن سننے والوں کے واسطے خصوصیت سے دعا کروں۔ پس جو اس وقت حاضر ہیں ان کے واسطے میں نے بہت بہت دعائیں درس شروع کرنے سے پہلے کی ہیں"۔

(حقائق الفرقان، جلد سوم ۔ ۵)

—○ ○—

" میں تم کو قرآن شریف سناتا ہوں۔ مدعا اس سے میرا یہ ہوتا ہے کہ تم اس پر عمل کرو اور عمل کر کے اس سے نفع اٹھاؤ۔ قرآن کریم پر عمل کرنے سے انسان کے آٹھ پہر خوشی سے گزرتے ہیں۔ قرآن شریف پر عمل کر کے انسان کو خوشی و عزت اور کم سے کم بندوں کی اتباع اور محتاجی سے نجات ملتی ہے"۔

(حقائق الفرقان جلد دوم ۔ ۵۷)

—○ ○—

تعلیم القرآن کے بارے میں حضرت خلیفہ اولؓ کی تڑپ

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس بات کا شدید دکھ تھا کہ خدا تعالیٰ کے اس پاک کلام کی کیوں قدر نہیں کی جاتی حالانکہ اس کے پڑھنے اور اس پر عمل کرنے سے دنیا جہان کی نعمتیں ملتی ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:۔

" کسی کے نام اس کے دوست کی چٹھی آ جائے یا کسی حاکم کا پروانہ، تو وہ شخص خواہ خواندہ ہو یا ناخواندہ سب کام چھوڑ چھاڑ کر پہلے اسے پڑھا کر سنتا ہے اور پھر اس پر عمل کرتا ہے .... مگر کس قدر تعجب کی بات ہے کہ حسن و احسان کے سرچشمے، احکم

[illegible]
Ladies and [illegible]
[illegible]
SCHOOL UNIFO[illegible]
Main Showrooms:
[illegible] Uxbridge Road, Haye[illegible]
[illegible] 081 573 [illegible]
Kidswear Showroom:
54 The Broadway, Rusip Road,
Greenford
Ladieswear Showrooms
54 The Broadway, Rusip Road,
Greenford
Children and Ladieswear
Showrooms:
[illegible] High Street, Wealdstone

الحاکمین، ارحم الراحمین کی چٹھی ہو اور چٹھی رساں سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا جلیل القدر، خاتم کمالات نبوت، خاتم کمالات انسانیت ہو اور پھر ایک مسلمان اس کی پرواہ نہ کرے۔ قرآن مجید ان میں ہو مگر محض اس لئے کہ گھر کے طاقچہ میں پڑا رہے اور بیچے وباء کے دنوں میں مال مویشی گزار دیں، یا اس کی کوئی آیت گھول کر کسی بیماری میں پلا دیں، عدالت میں جھوٹا حلف اٹھانا ہو تو اسے ہاتھ میں لے لیں، اور اسے یاد کریں تو محض اس لئے کہ رمضان شریف میں تراویح سنائیں گے تو چند روپے مل جائیں گے، یا حافظ کہلائیں گے تو کابل میں محصول سے بچ جائیں گے۔ افسوس ہے ان خیالات کے لوگوں پر کہ ملازمت کے حصول کے لئے کس قدر تکالیف اپنے اوپر اٹھاتے ہیں۔ چودہ برس تک بی۔ اے، ایم۔ اے بننے کے واسطے پڑھتے ہیں۔ مدرسہ کی فیسوں اور دیگر اخراجات میں گھر کا اثاثہ تک بک جاتا ہے پھر یہ یقین نہیں کہ پاس ہونگے یا فیل اور پاس ہو کر ملازمت ملے گی کہ نہیں۔ لیکن نہیں پڑھتے تو قرآن مجید۔ نہیں سمجھتے تو قرآن مجید۔ نہیں عمل کرتے تو قرآن مجید پر، جس کے پڑھنے اور جس پر عمل کرنے سے یقینا یقینا دنیا و آخرت میں سکھ اور آرام کی زندگی ملتی ہے اور بے شمار نمونے موجود ہیں، جنہوں نے قرآن پر عمل کر کے دنیا کی سلطنتیں بھی پائیں اور آخرت میں اپنا گھر جنت الفردوس میں بنایا۔ مبارک وہ جو اس درد مند دل کی تقریر کو پڑھ کر قرآن مجید کی طرف توجہ کرے"

(حقائق الفرقان ۔ ۲۴۷)

—○○—

آپ کی نصیحت کا رنگ بڑا اچھوتا تھا چنانچہ ایک اور موقع پر فرمایا:۔

" میں نے ہمیشہ یہ ظاہر کیا ہے کہ جس قدر سائنس اور دیگر علوم ترقی کریں گے اسی قدر قرآن مجید کے کمالات کا اظہار ہوگا۔ اس کتاب کو لے کر ہمیں کسی حملے سے دنیا میں رہ کر گھبرانے کی حاجت نہیں کیونکہ ہمیں یقین ہے اور تجربہ نے بتا دیا ہے کہ نہ اس میں تحریف ہوگی اور نہ یہ دنیا سے اٹھے گی۔ پس یہ کتاب کامل کتاب ہے اور یہی خالق فطرت نے بتا دیا ہے تو اس پر کسی حملہ کا ڈر نہیں اور نہ گھبرانے کی حاجت ہے۔ ہاں اگر ڈر ہے تو اس بات کا کہ بعض گھروں سے نکل کر دوسرے گھروں میں چلی جائے گی تو پیچھے بزرگوں کی روح کو کیسا ملال ہوگا۔ پس خوف ہے تو یہ ہے کہ کوئی اس کی اتباع سے نہ نکل جائے"۔

(خطبہ جمعہ بر موقعہ جلسہ سالانہ ۱۹۱۰ء)

—○○—

حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے عشق قرآن کے متعلق غیروں کی شہادت

مولوی حسن علی صاحب مونگھیری رقم فرماتے ہیں:۔

" سن ۱۸۹۳ء میں انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ جلسے میں مجھ کو شریک ہونے کا اتفاق ہوا۔ یہاں پر میں اس عالم تفسیر قرآن سے ملا جو اپنی نظیر اس وقت سارے ہند کیا بلکہ دور دور تک نہیں رکھتا، یعنی مولوی حکیم نورالدین صاحب سے ملاقات ہوئی۔ میں ۱۸۸۷ء کے سفر پنجاب میں بھی حکیم صاحب ممدوح کی بڑی تعریفیں سن چکا تھا۔ غرض حکیم صاحب نے انجمن کے جلسے میں قرآن کی چند آیتیں تلاوت کر کے ان کے معنے اور مطالب کو بیان کرنا شروع کیا۔ کیا کہوں کہ اس بیان کا مجھ پر کیا اثر ہوا۔ حکیم صاحب کا وعظ ختم ہوا اور میں نے کھڑے ہو کر اتنا کہا کہ مجھ کو فخر ہے کہ میں نے اپنی آنکھوں سے اتنے بڑے عالم اور مفسر کو دیکھا اور اہل اسلام کو جائے فخر ہے کہ ہمارے درمیان اس زمانے میں ایک عالم موجود ہے"۔

(تاریخ احمدیت، جلد چہارم)

—○○—

مارچ ۱۹۱۳ء میں ایک غیر احمدی مسلمان صحافی محمد اسلم صاحب قادیان تشریف لائے اور حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے بارے میں انہوں نے یہ رائے قائم کی:۔

" مولوی نورالدین صاحب جو بوجہ مرزا صاحب کے خلیفہ ہونے کے اس وقت احمدی جماعت کے مسلمہ پیشوا ہیں۔ جہاں تک میں نے دو دن ان کی مجالس وعظ و درس قرآن شریف میں رہ کر ان کے کام کے متعلق غور کیا مجھے وہ نہایت پاکیزہ اور محض خالصۃً للہ کے اصول پر نظر آیا کیونکہ مولوی صاحب کا طرز عمل قطعاً ریا و منافقت سے پاک ہے اور ان کے آئینہ دل میں صداقت اسلام کا ایک زبردست جوش ہے جو معرفت توحید کے صاف چشمے کی وضع میں قرآن مجید کی آیتوں کی تفسیر کے ذریعے ہر وقت ان کے بے ریا سینے سے ابل ابل کر تشنگان معرفت توحید کو فیضیاب کر رہا ہے۔ اگر حقیقی اسلام قرآن مجید ہے تو قرآن کریم سے صادقانہ محبت جیسی کہ مولوی صاحب موصوف میں میں نے دیکھی ہے اور کسی شخص میں نہیں دیکھی۔ یہ نہیں کہ وہ تقلیداً ایسا کرنے پر مجبور ہیں، نہیں بلکہ وہ ایک زبردست فیلسوف انسان اور نہایت فلسفیانہ تنقید کے ذریعہ قرآن مجید کی محبت میں گرفتار ہو گیا ہے کیونکہ جس قسم کی زبردست فلسفیانہ تفسیر میں نے ان کے درس قرآن مجید کے موقع پر سنی غالباً دنیا میں چند آدمی ایسا کرنے کی اہلیت رکھتے ہوں گے ...... اپنے فرائض کی ادائیگی میں اسے خیر القرون کے قدسی صفت ...... کا پورا پیرو کہنے میں اگر منافقت کروں تو یقیناً میں صداقت کا خوف کرنے والا ہو جاؤں"۔

(بدر ۱۳ مارچ ۱۹۱۳ء)

—○○—

آپ کے وصال پر مولانا ابوالکلام آزاد ایڈیٹر "الہلال" (کلکتہ) نے لکھا:۔

" حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب بھیروی ثم قادیانی عالم دہر تھے جس کی ساری عمر قرآن شریف کے پڑھنے اور پڑھانے میں گزری۔ ہر مذہب و ملت کے خلاف اسلام کا رد آپ نے آیات قرآن سے کیا۔ آپ کے پاس علم تفسیر کا بہت بڑا ذخیرہ تھا"۔

(الہلال ۱۸ نومبر ۱۹۱۴ء)

اسی طرح میونسپل گزٹ لاہور (۱۹ مارچ ۱۹۱۴ء) نے لکھا:۔

" ...... کلام اللہ سے آپ کو جو عشق تھا وہ غالباً کم عالموں کو ہوگا اور جس طرح آپ نے عمر کا آخری حصہ احمدی جماعت پر صرف قرآن مجید کے حقائق و معارف آشکارا فرمانے میں گزرا بہت کم عالم اپنے حلقہ میں ایسا کرتے پائے جائیں گے"۔

(ماہنامہ خالد، ربوہ، مئی ۱۹۹۱ء)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا ہی خوب فرمایا ہے:۔

چہ خوش بودے اگر ہر یک زامت نور دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پر از نور یقیں بودے

تحریک وقف نو کی برکات

(از وکالت وقف نو)

مکرم ڈاکٹر طارق احمد صاحب، سیکرٹری وقف نو، ضلع نوشہرہ تحریر فرماتے ہیں:۔

"نوشہرہ کے مکرم پروفیسر مرزا بشیر احمد صاحب کی تین لڑکیاں تھیں اور قریباً بارہ سال سے ان کے ہاں اولاد نہیں ہو سکی۔ ان کی اہلیہ کے کئی بار ابارشن (Abortion) کے بعد اور شوگر کا مرض پیدا ہو جانے کے بعد ڈاکٹروں نے انہیں اولاد کا سلسلہ بند کرانے کا مشورہ دیا۔ خود ان کا ارادہ بھی یہی تھا کہ بس تین بیٹیاں ہی کافی ہیں اور مزید نہ تو کوئی امید ہے اور نہ رکھنی چاہئے۔ مگر جب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تحریک وقف نو کا اعلان فرمایا تو انہوں نے بھی اس تحریک میں حصہ لینے کی نیت کی تو اللہ تعالیٰ نے بارہ سال کے بعد ایک بیٹے سے نوازا جس کا نام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے عطاء الحی طلحہ رکھا"۔

—○○—

مکرمہ ناصرہ پروین صاحبہ، دارالبرکات ربوہ سے لکھتی ہیں:۔

" میری شادی کو دس سال ہو چکے تھے مگر کوئی اولاد نہ تھی۔ میں نے لاہور میں ایک لیڈی ڈاکٹر صاحبہ سے علاج کرانا شروع کروایا۔ ایک سال تک علاج کے بعد اس نے کہہ دیا کہ میں نے بہت علاج کیا ہے مگر تمہارے ہاں اولاد کا ہونا مشکل نظر آتا ہے۔ اس کے چند ماہ بعد میرے خاوند کا ملازمت کے سلسلے میں چنیوٹ تبادلہ ہو گیا۔ میں نے ان ٹیسٹوں کے رزلٹ وغیرہ فضل عمر ہسپتال ربوہ کی ڈاکٹر نصرت جہاں صاحبہ کو دکھائے اور علاج شروع کر دیا۔ انہوں نے مجھ سے وعدہ لیا کہ علاج کے دوران حضور کو باقاعدگی سے خط لکھوں گی، دعا کروں گی، صدقہ دوں گی اور تحریک وقف نو میں شمولیت کی نیت ضرور کروں گی۔ میں نے فوراً نیت کر لی اور علاج کے دو تین ماہ بعد ہی خدا تعالیٰ نے فضل کر دیا۔ میں نے وقف نو میں شمولیت کے لئے پیارے آقا کی خدمت میں خط بھی لکھا۔ جس کا جواب وقف نو کی منظوری کی شکل میں اگست میں آ گیا اور مباہل احمد دسمبر میں پیدا ہوا۔ اس کا نام بھی پیارے آقا کی طرف سے اس کی پیدائش سے ۱۵ دن پہلے پہنچ گیا۔

اس طرح خدا تعالیٰ نے مجھے حضور کی دعاؤں اور تحریک وقف نو کی بدولت مجھے شادی کے بارہ سال بعد مباہل احمد عطا کیا۔ جس کی پیدائش تحریک وقف نو کی برکت بن گئی"۔

ریس

ہم کریں تبلیغ دیں کفار کو پردیس میں
وہ ہمیں کافر بناتے ہیں ہمارے دیس میں
دیس میں کافر گری پردیس میں مسلم گری
جیتتا ہے کون دیکھیں اس انوکھی ریس میں

(قیصر ملک)

OPEN 7 DAYS A WEEK FOR
FREE DELIVERY
081-877 0469/1040
PIZZA
PASTA
BURGERS
MILK SHAKES
FRIED CHICKEN
ARNEY'S
164 GARRAT LANE,
LONDON SW18 4DA
SPECIALISTS IN HOME DELIVERY

IMPORTERS & EXPORTERS
OF
READY MADE
GARMENTS
S.S. ENTERPRISES
TELEPHONE AND FAX NO:
081 788 0608

جستہ جستہ

(شیخ مبارک احمد۔ امریکہ)

کچھ عرصہ ہوا کسی کتاب میں کسی بزرگ اہل اللہ کی داستان پڑھی اور روحانی حظ اٹھایا۔ اس داستان سے اس حقیقت کا ذکر بھی نظر سے گزرا کہ اہل اللہ کے پاس تو بڑے بڑے بادشاہ بھی اپنی حاجات لیکر جاتے اور دعاؤں کے لئے اس سے درخواست کرتے۔ مگر اہل اللہ اپنی حاجات بادشاہوں کے پاس نہیں لے جاتے۔ اکبر بادشاہ اپنے وقت کا شہنشاہ تھا لیکن اپنی کسی حاجت اور ضرورت کے پیش نظر اپنے زمانہ کے ایک بزرگ اور اہل اللہ حضرت سلیم شاہ کے پاس گیا اور جا کر ان سے دعا کرائی۔

ایک اور مستجاب الدعوات، خدا رسیدہ بزرگ اور اہل اللہ کا تذکرہ بھی قابل مطالعہ ہے۔ حضرت صوفی احمد جان صاحبؓ اپنے وقت کے ایک بہت بڑے بزرگ، ولی اللہ اور مستجاب الدعوات تھے۔ دور دور تک ان کی نیکی اور بزرگی کا شہرہ تھا۔ یہی بزرگ تھے جن کی زبان مبارک سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھتے ہی یہ شعر جاری ہوا۔

ہم مریضوں کی ہے تمہی پر نظر
تم مسیحا بنو خدا کے لئے

اور یہی وہ بزرگ ہیں جن کے متعلق حضرت سیدنا نورالدین رضی اللہ عنہ خلیفۃ المسیح الاول نے ایک دفعہ فرمایا:۔

"مہاراجہ صاحب جموں و کشمیر ایک دفعہ بیمار ہوئے تو انہوں نے جملہ مذاہب کے بزرگوں اور مہاتماؤں سے دعائیں کرائیں اور بہت سا روپیہ خرچ کیا۔ لیکن کام نہ بنا۔ جو افسر اس کام پر مقرر تھا اسے کسی نے بتایا کہ لدھیانہ میں صوفی احمد جان صاحب ایک فقیر ہیں۔ وہ خدا کے بہت پیارے ہیں ان سے دعا کراؤ۔ چنانچہ انہوں نے صوفی صاحب کو خط لکھا کہ سنا ہے آپ بڑے کامل بزرگ ہیں۔ آپ کشمیر آئیں اور یہاں قیام کر کے دعا کریں۔ میں آپ کو بہت روپیہ دونگا۔ اس خط کے جواب میں صوفی صاحب نے لکھا کہ آپ نے مجھے فقیر لکھا ہے اور فقیر کا مادہ فقر سے ہے اور فقر کے تین حروف ہیں۔ ف، ق اور ر۔ ف سے فاقہ ثابت ہوتا ہے۔ ق سے قناعت اور ر سے ریاضت۔ پس جب آپ نے مجھے فقیر قرار دیا ہے تو مجھے کیا ضرورت ہے کہ آپ کے پاس آؤں اور مال لوں۔ لیکن ایک بات بتاتا ہوں اور وہ یہ کہ جو خدا کشمیر میں دعا سنے گا وہ لدھیانہ میں بھی سن سکتا ہے۔ لیکن اگر آپ

TOWNHEAD PHARMACY
31 TOWNHEAD,
KIRKINTILLOCH,
GLASGOW G66 3JW

FOR ALL YOUR
PHARMACEUTICALS
NEEDS PHONE:

041 777 8568
FAX 041 7776 7310

چالیس پچاس لاکھ انسانوں پر ظلم کرتے ہیں تو میری ایک انسان کی آواز کیا کام دے گی؟۔ اگر آپ پختہ عہد کر لیں اور یہ تحریر کریں کہ آئندہ کے واسطے میں عہد کرتا ہوں کہ دیدہ دانستہ کسی شخص پر ظلم نہیں کروں گا تو میں دعا کروں گا۔ چنانچہ مہاراجہ صاحب نے لکھ کر بھیج دیا اور انہوں نے دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے انہیں شفا دے دی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے فرمایا اس خط و کتابت کا مجھے علم تھا۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ ایسے کامل انسان سے میرا تعلق ہو جائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول فرمائی اور ان کی بیٹی صغریٰ بیگم میرے نکاح میں آئی"۔

(تجلی قدرت صـ ۶۲، ۶۳)

حضرت صوفی احمد جان صاحبؓ کے اکثر مرید حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کر کے آپ کے حلقہ بگوش ہوئے۔ آپ کے دونوں فرزند حضرت پیر منظور احمد صاحبؓ جو مولف قاعدہ یسرنا القرآن تھے اور حضرت پیر افتخار احمد صاحبؓ اور ان کی ساری اولاد بفضل خدا مخلصین احمدیت میں شمار ہوئے۔

الغرض خدا کے برگزیدہ مستجاب الدعوات اہل اللہ اپنی حاجات بادشاہوں اور مہاراجوں کے پاس لیکر نہیں جاتے وہ خدائے برتر و توانا کے حضور ہی سجدہ ریز ہوتے ہیں اور دنیاوی بادشاہ ان کے دربار میں آتے ہیں۔

چند دن پہلے حضرت ام المومنین سیدہ نصرت جہاں بیگمؓ کی سیرت مرتبہ حضرت عرفانی صاحب مرحوم پڑھ رہا تھا۔ اس وقت کے لئے خاص بات جو لکھنی مقصد ہے وہ حضرت سیدہؓ کی دعا کے متعلق ہے۔ آپ اکثر فرمایا کرتیں بچے معصوم ہوتے ہیں۔ اس لئے خدا بچوں کی دعا بہت سنتا ہے۔ بچوں سے دعائیں کرانے کی گویا تلقین تھی۔ نیز سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ. يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ. يَا رَبِّي، رَبَّ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ. يَا حَفِيْظُ يَا عَزِيْزُ يَا رَفِيْقُ. رَبِّ كُلُّ شَيْئٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنَا وَانْصُرْنَا وَارْحَمْنَا.

پڑھا اور کسی پاس بیٹھنے والی خاتون سے فرمایا:۔

"یہ دعا بہت پڑھا کرو یہ اس زمانہ کا اسم اعظم ہے۔ یعنی سب سے بڑی دعا ہے"

جب بھی آپ سفر پر تشریف لے جاتیں تو یہ دعا ضرور کرتیں۔

مزید آپ کا طریق تھا کہ جب بھی کوئی مشکل وقت ہوتا تو سورہ یٰسین کی تلاوت شروع کر دیتیں اور فرمایا کرتی تھیں کہ نہ جانے لوگوں نے کیوں اتنی پیاری سورۃ کو صرف وفات کے وقت کے لئے مقرر کر دیا ہے۔ حالانکہ حضور (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) فرمایا کرتے تھے کہ رد تکلیف میں سورہ یٰسین پڑھی جائے تو تکلیف دور ہو جاتی ہے۔

(سیرت حضرت ام المومنین صـ ۳۷

یورپ کے ایک بادشاہ نے ایک کتاب دیکھ کر کہا۔

کاش میں اس کتاب کا مصنف ہوتا تو مجھ کو اس سے زیادہ خوشی ہوتی جو اس سلطنت کی حکومت سے حاصل ہوتی ہے"۔

حقیقت میں ایک عمدہ کتاب بھی اس جہان میں عجیب طاقت ور چیز ہے۔ کتاب کو ادنیٰ چیز نہیں سمجھنا چاہئے۔ قرآن مجید بھی کتاب ہی ہے۔ (ذلک الکتاب)۔ لیکن اس کتاب نے اس جہان میں کیا کیا انقلابات پیدا کئے ہیں۔ قرآن مجید کے بارہ میں ایک عیسائی مورخ کا یہ اقرار قابل مطالعہ اور فکر ہے۔

"قرآن کریم وہ کتاب ہے کہ اس کے ذریعہ اہل عرب نے سکندر اعظم کے مفتوحہ ملکوں سے اور سلطنت روم سے بڑھ کر ملکوں کو فتح کیا اور روم کو جہاں سو برس فتح کرنے میں لگے تھے اہل عرب کو دس برس لگے۔ اسی قرآن کے ذریعہ اہل عرب یورپ میں بادشاہ بن کر آئے۔ جہاں شامی تاجر بن کر آئے تھے اور یہودی بھگوڑے قیدیوں کی طرح پناہ گزین ہوئے تھے۔ یورپ میں آ کر بنی نوع انسان جو تاریکی میں پڑے ہوئے تھے ان کو روشنی دکھائی اور یونان کے مردہ علوم کو زندہ کیا۔ فلسفہ، طب اور علوم و فنون کی بنیاد ڈالی۔ اور اب ہم روتے ہیں کہ کیونکر غرناطہ مسلمانوں کے ہاتھوں سے نکل گیا"۔

اس منصف مزاج عیسائی کو رنج ہے کہ مسلمانوں کو شکست کیوں ہوئی۔ اگر مسلمان شکست نہ پاتے تو علوم کی اور بھی ترقی ہوتی۔

اگست ۱۹۹۳ء کی بات ہے مکرم راجہ بشیر احمد صاحب واشنگٹن سے آئے۔ دوران گفتگو مجھ سے بیان کیا کہ ساؤتھ ہال (انگلستان) کی پہلی مقامی جماعت کے یہ پریذیڈنٹ تھے۔ وہاں ان دنوں ایک جلسہ کا انتظام تھا جس میں لندن کے چند احباب کو بھی دعوت شمولیت دی ہوئی تھی۔ ان احباب میں اس وقت کے امام مسجد لندن محترم چوہدری رحمت خان صاحب بھی موجود تھے۔ ان کے علاوہ محترم و مکرم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے والد بزرگوار حضرت چوہدری محمد حسین صاحب اور مرحوم و مغفور مکرم عزیز دین صاحب بھی شامل تھے۔ اس موقع پر مکرم عزیز دین صاحب نے کہا اگرچہ میں نے تقریر کبھی نہیں کی لیکن ایک تاثر ہے جو اس وقت میں بیان کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ ۱۹۲۵ء یا ۱۹۲۶ء میں پہلی عید کی نماز لندن مسجد میں ہوئی تھی جس میں پانچ احمدی شامل ہوئے۔ چار انگریز اور ایک وہ خود۔ اور آج اس میٹنگ میں بیس پچیس آدمی شامل ہیں۔ تھوڑی سی تعداد کے بڑھنے سے بھی مرحوم و مغفور مکرم عزیز دین صاحب کو ایک خاص مسرت ہوئی۔ اور بفضل خدا بتائید خداوندی اپنی وفات سے پہلے اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ نظارہ بھی دکھایا کہ۔ مسجد لندن کا عید کے موقعہ پر نہ صرف اندرونی ہال بھرا ہوا تھا بلکہ ساتھ کے دونوں ہال (لجنہ ہال اور محمود ہال) بھی بھرے ہوئے تھے اور خالی زمین پر شامیانے اور مارکی لگا کر سینکڑوں اور ہزاروں کو نماز پڑھتے اور سجدہ ریز ہوتے دیکھ کر اس دنیا سے رخصت ہوئے۔

آج صرف لندن میں ہی نہیں انگلستان کے دوسرے شہروں میں بھی احمدی افراد کے ہجوم کی نمازوں اور جلسوں میں شمولیت دیکھنے میں آتی ہے۔

یہ کیسا روح پرور نظارہ ہے۔

اَفَلَا يَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ؕ اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ۝ (انبیاء: ۴۵)

مزید مکرم عزیز دین صاحب مرحوم و مغفور نے اس سال یعنی ۱۹۲۵ء یا ۱۹۲۶ء کے سال کی بات بھی بیان کی جو خاص قابل ذکر ہے کہ:۔

"وہ خود اور حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کپتان ڈگلس سے ملنے گئے۔ دوران ملاقات و گفتگو کپتان ڈگلس نے ہم سے بیان کیا کہ آپ لوگ گواہ رہیں کہ (حضرت) محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے سچے رسول ہیں اور بعد میں حضرت کہہ کر اس کی مزید تصدیق کی"۔

حضرت ام المومنینؓ نے حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ کی شادی کی تقریب پر بوقت رخصتی اپنی نور نظر اور لخت جگر کو ذیل کی پاکیزہ اور قیمتی نصیحت فرمائی:۔

"اپنے شوہر سے پوشیدہ یا وہ کام جس کو ان سے چھپانے کی ضرورت سمجھو ہرگز کبھی نہ کرنا۔ شوہر نہ دیکھے مگر خدا دیکھتا ہے اور بات آخر ظاہر ہو کر عورت کی وقعت کھو دیتی ہے۔

اگر کوئی کام ان کی مرضی کے خلاف ہو جائے تو ہرگز کبھی نہ چھپانا، صاف کہہ دینا۔ کیونکہ اس میں عزت ہے اور چھپانے میں آخر بے عزتی اور بے وقری کا سامنا ہے۔ کبھی ان کے غصہ کے وقت نہ بولنا۔ تم پر یا کسی نوکر یا بچہ پر خفا ہوں اور تم کو علم ہو کہ اس وقت یہ حق پر نہیں ہیں۔ جب بھی اس وقت نہ بولنا۔ غصہ ختم جانے پر آہستگی سے حق بات اور ان کا غلطی پر ہونا ان کو سمجھا دینا۔ غصہ میں مرد سے بحث کرنے والی عورت کی عزت باقی نہیں رہتی۔ اگر غصہ میں کچھ سخت کہہ دیں تو کتنی ہتک کا موجب ہو۔

ان کے عزیزوں کو، عزیزوں کی اولاد کو اپنا جاننا۔ کسی کی برائی نہ سوچنا۔ خواہ تم سے کوئی برائی کرے تم سب کا دل میں بھی بھلا ہی چاہنا اور عمل سے بھی بدی کا بدلہ نہ لینا۔ دیکھنا ہمیشہ خدا تمہارا بھلا ہی کرے گا"۔

(سیرت حضرت ام المومنینؓ صـ ۱۶۷، ۱۶۸)

"جماعت احمدیہ کی ڈکشنری میں موت کا کوئی لفظ نہیں

جماعت احمدیہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے زندگی اور اس سے بڑھ کر زندگی مقدر کی ہوئی ہے۔ لیکن جس جدوجہد کے ساتھ، جس کوشش کے ساتھ ہمیں زندگی کے نئے مقام عطا ہونے ہیں، نئی منازل ملنی ہیں اس کے لئے سب سے اہم کام آج تبلیغ ہے"

—— حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ——

M.A. AMINI
TEXTILES
SPECIALISTS IN:
FABRIC PRINTING
PRINTED CRIMPLENE
90" PRINTED COTTON
QUILT COVERS
PRAYER MATS, BEDDINGS
BED SETTEE COVERS
PROVIDENCE MILL
108 HARRIS STREET
BRADFORD BD1 5JA
TEL: 0274 391 832
MOBILE: 0836 799 469
81/83 ROUNDHAY ROAD
LEEDS, LS8 5AQ
TEL: 0532 481 888
FAX NO. 0274 720 214

بقیہ پریس ڈیسک از صہ ۱

(۷) خورشید صاحب، عمر ۳۶ سال۔ ان کے سر پر پستول رکھ کر چلائی گئی لیکن گولی سائیڈ سے نکل گئی۔ ایک چھرہ سر میں ہے۔ پولیس کی نگرانی میں ہسپتال لے جایا گیا۔ بعد میں پولیس گرفتار کر کے تھانہ لے گئی۔

(۸) نصیر احمد صاحب، عمر ۲۵ سال۔ یہ اتفاق سے بستی میں اپنے عزیزوں کو ملنے آئے تھے کہ لوگوں نے پکڑ لیا اور خوب مارا۔ پولیس نے ان کو بھی گرفتار کر لیا۔

(۹) کلیم اللہ صاحب، عمر ۲۲ سال۔ سر پر چوٹ آئی۔ پولیس کی نگرانی میں ہسپتال پہنچایا گیا۔ بعد میں انہیں بھی گرفتار کر لیا گیا۔

(۱۰) عائشہ بی بی صاحبہ، والدہ طارق بٹ صاحب۔ لوگوں نے ڈنڈوں سے مارا۔ پولیس کی نگرانی میں ہسپتال پہنچایا گیا۔ بعد میں ان کو رہا کر دیا گیا۔

اس ہنگامے کی وجہ سے ۳ مئی ۹۴ء کو احمدیوں کو اپنا گھر بار چھوڑ کر بستی میں سے نکلنا پڑا جو ابھی تک اپنے گھروں میں تھے انہیں اگلے دن ایک گھنٹے کا نوٹس دیا اور کہا کہ اگر ایک گھنٹے کے اندر بستی کو نہ چھوڑا تو مکانوں کو مکینوں سمیت آگ لگا دی جائے گی۔ اس طرح اس بستی سے مکمل طور پر احمدی مسلمانوں کا انخلا ہو گیا۔ پولیس نے نہایت جانبدارانہ رویہ سے کام لے کر اور بجائے اس کے کہ حملہ آوروں کو گرفتار کرتی ہمارے پندرہ افراد کو گرفتار کر کے لے گئی۔

جن افراد پر مقدمہ بنایا گیا ان کے نام یہ ہیں:-

۱۔ عبدالباری صاحب ۲۔ ناصر احمد صاحب
۳۔ زاہد صاحب ۴۔ خورشید احمد صاحب ۵۔ محمد اسلم صاحب ۶۔ کلیم اللہ صاحب ۷۔ داؤد احمد صاحب ۸۔ نور احمد شمس صاحب ۹۔ احمد صاحب ۱۰۔ نصیر بٹ صاحب ۱۱۔ نصیرالدین صاحب ۱۲۔ یوسف ثانی صاحب
۱۳۔ نصیر احمد صاحب ۱۴۔ نعیم الدین صاحب
۱۵۔ معین الدین صاحب (عمر ۵۵ سال)

دوسری طرف سے صرف تین افراد کو گرفتار کیا گیا۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ احمدی گھروں میں سے دو مکانوں کی چھت اور دیواریں توڑی گئی ہیں۔ اور سامان لوٹنے کی کوشش بھی کی گئی ہے۔ احباب جماعت سے تمام زخمیوں کے جلد شفایاب ہونے نیز مقدمات میں کامیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ خدا تعالیٰ اپنے فضل سے پاکستان کے تمام احمدیوں کو دشمنوں کے ہر شر سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

کراچی میں مسجد احمدیہ پر حملہ

مورخہ ۲۷ اپریل ۱۹۹۴ء کو صبح فجر کی نماز کے وقت ۵ بجکر ۲۸ منٹ پر دو نقاب پوش افراد نے مسجد احمدیہ جو بیت النصرت کے نام سے موسوم ہے اور فیڈرل بی ایریا کراچی میں واقع ہے کی کھڑکی میں سے مشین گن سے فائرنگ کی اور موقع سے فرار ہو گئے۔ چونکہ کھڑکی بند تھی اور فائرنگ شیشوں کے باہر سے کی گئی تھی جس سے کانچ کے ٹکڑے ساری مسجد میں بکھر گئے۔ اس وقت مسجد میں مندرجہ ذیل احباب نماز کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے۔

مکرم صغیر چیمہ صاحب، مکرم بشیرالدین عباسی صاحب، مکرم سید رحمت علی شاہ صاحب، مکرم چوہدری محمد شریف صاحب، مکرم ابراہیم شمس صاحب، مکرم ناصر محمود ابن محمد ابراہیم شمس صاحب، مکرم احسن انوار صاحب، مکرم عبدالغنی صاحب اور فراز احمد صاحب۔ ایک نوجوان عمران ریاض مسجد کے دروازے پر حفاظت کی غرض سے کھڑا تھا۔

حملہ آوروں نے مغرب کی طرف کھڑکی سے فائرنگ کی۔ چونکہ سب احباب بیٹھے ہوئے تھے اس لئے اکثر گولیاں ان کے سروں کے اوپر سے گزر گئیں۔ مگر ایک گولی مکرم صغیر چیمہ صاحب کو سر میں لگی۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہوا کہ زخم گہرا نہ تھا انہیں کار میں ڈال کر ہسپتال پہنچایا گیا جہاں انہیں مرہم پٹی کے بعد گھر جانے کی اجازت دے دی گئی۔

یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ فائرنگ شروع ہوتے ہی ٹیوب لائٹ بند ہو گئی۔ غالباً دھماکے کی وجہ سے۔ اس طرح حملہ آوروں کو اندر کچھ دکھائی نہ دیا اور وہ اندھیرے میں فائرنگ کرتے رہے۔ چیمہ صاحب کے علاوہ تین اور دوست بھی زخمی ہوئے۔ چوہدری محمد شریف صاحب اور بشیرالدین عباسی صاحب جو شیشے کے ٹکڑے لگنے کی وجہ سے اور ابراہیم شمس صاحب جن کو گولی دیوار سے ٹکرا کر ران میں لگی زخمی ہوئے۔ مگر سب کے زخم بہت معمولی تھے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے معجزانہ طور پر سب کو محفوظ رکھا۔

احباب سے تمام زخمیوں کے لئے دعا کی درخواست ہے

برکات خلافت

آئینہ دار مہر رسالت خلافت است
شیرازہ بندہ روح جماعت خلافت است
دیدم بے نظام بروئے زمیں مگر
جانِ نظام و حسنِ سیاست خلافت است
میزان پادشاہی و جمہوریت غلط
قسطاسِ مستقیم عدالت خلافت است
ہر یک طریق دشمن تسکین رہرواں
راہ نجات و امن و سلامت خلافت است
در مسجد و امام ندانی کہ راز چیست
مسجد جماعت است و امامت خلافت است
اے بے خبر بہ ظل خلافت بیا! بیا!!
بر روئے خاک شجرۂ راحت خلافت است
بگذر ز نفس خویش ظلوم و جہول باش
نشنیدہ کہ بار امانت خلافت است

(مکرم مولانا ظفر محمد ظفر مرحوم)

خلیفہ وقت کی دعاؤں کا امتیاز

سیدنا حضرت فضل عمرؓ فرماتے ہیں:-

"اللہ تعالیٰ جب کسی کو منصب خلافت پر سرفراز کرتا ہے تو اس کی دعاؤں کی قبولیت کو بڑھا دیتا ہے کیونکہ اگر اس کی دعائیں قبول نہ ہوں تو پھر اس کے اپنے انتخاب کی ہتک ہوتی ہے ...... میں جو دعا کروں گا انشاء اللہ فرداً فرداً ہر شخص کی دعا سے زیادہ طاقت رکھے گی"۔

(منصب خلافت صہ ۳۲)

بقیہ مختصرات از صہ ۱

یوسف لدھیانوی صاحب کی آخری بات کا جواب مکمل فرمانے کے بعد حضور انور نے حیدر آباد دکن کے محمد عبدالرحیم قریشی کی کتاب "قادیانی مسلمان نہیں ہیں" کا جواب شروع فرمایا۔ دیگر انبیاء کرام کے متعلق گستاخانہ زبان اور گندے خیالات بیان کرنے کے بے بنیاد اور شرانگیز الزام کا حضور انور نے تفصیلی اور مدلل جواب بیان فرمایا۔

۲۰ مئی ۱۹۹۴ء۔ آج کی مجلس میں حضور انور نے متفرق تبلیغی اور تربیتی نوعیت کے سوالات کے جوابات بیان فرمائے۔ ایک سوال جس کا بہت تفصیلی جواب دیا تھا اس اعتراض سے متعلق تھا کہ نعوذباللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات بیت الخلاء میں ہوئی تھی۔

۲۱ مئی ۱۹۹۴ء: آج برطانیہ میں عیدالاضحیٰ کا دن تھا۔ حضور انور نے اسلام آباد میں نماز عید پڑھائی اور نماز کے بعد خطبہ عید ارشاد فرمایا۔ آج "ملاقات" کا پروگرام نہیں ہوا بلکہ عید کی مناسبت سے مختلف پروگرام پیش کئے گئے۔

۲۲ مئی ۱۹۹۴ء۔ آج کے پروگرام "ملاقات" میں ماریشس کے چار دوستوں نے حضور انور کے ساتھ شمولیت کا شرف حاصل کیا۔ ابتدائی گفتگو میں حضور انور نے نظام جماعت سے قریبی تعلق رکھنے اور خلیفہ وقت سے ملتے رہنے کی ضرورت اور اہمیت پر روشنی ڈالی۔ بعد ازاں اس مجلس میں مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دئے گئے۔

(۱) مصروفیات کے اس زمانہ میں قیام نماز کی اہمیت۔
(۲) قیامت کے بارہ میں اسلام اور دیگر مذاہب کے تصورات کا مقابلہ۔
(۳) مشرق و مغرب کے کلچر کے فرق پر تبصرہ۔
(۴) مغربی ممالک میں کام کرنے والی خواتین کے پردہ کا معیار۔
(۵) اقوام متحدہ کی ناکامی اور اس پر تبصرہ۔
(۶) قبر مسیح اور کفن مسیح پر تازہ تحقیقات اور عیسائی دنیا کے خیالات۔

(ع۔ م۔ ر)

بقیہ خلافت کی برکات از صہ ۴

"۱۹۵۳ء میں جب فسادات ہوئے تو سیفٹی ایکٹ کے تحت گورنر پنجاب نے مجھے نوٹس بھجوایا کہ آپ کی طرف سے یا آپ کے اخبار کی طرف سے احرار کے خلاف کوئی بات شائع نہیں ہونی چاہئے ورنہ فساد بڑھ جائے گا۔ یہ نوٹس ضلع جھنگ کا ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس میرے پاس لے کر آیا۔ میں نے یہ نوٹس تو لے لیا مگر ڈی ایس پی سے کہا کہ آپ اس وقت اکیلے مجھ سے ملنے آئے ہیں اور کوئی خطرہ محسوس کئے بغیر میرے پاس پہنچ گئے ہیں۔ اس لئے کہ آپ کو یقین ہے کہ گورنمنٹ آپ کی پشت پر ہے۔ پھر اگر آپ کو یقین ہے کہ گورنمنٹ کا نمائندہ ہونے کی وجہ سے حکومت آپ کی مدد کرے گی۔ تو کیا میں جو خدا تعالیٰ کا مقرر کردہ خلیفہ ہوں مجھے یقین نہیں ہونا چاہئے کہ خدا میری مدد کرے گا۔ بے شک میری گردن آپ کے گورنر کے ہاتھ میں ہے لیکن آپ کے گورنر کی گردن میرے خدا کے ہاتھ میں ہے۔ آپ کے گورنر نے میرے ساتھ جو کچھ کرنا تھا وہ کر لیا اب میرا خدا اپنا ہاتھ دکھائے گا۔ چنانچہ چند دنوں کے اندر اندر مرکزی حکومت کے حکم سے مسٹر چندریگر کو جو اس وقت گورنر پنجاب تھے رخصت کر دیا۔

(الفضل ۵ ستمبر ۱۹۵۸ء صہ ۲)

گورنر کے تبدیل ہونے کے ساتھ ہی پنجاب حکومت کی بھی صف لپیٹ دی گئی اور خلافت کی برکت سے جماعت حالت خوف سے حالت امن میں آگئی۔

ایسے واقعات اس کثرت سے ہیں کہ ان سب کا ذکر یہاں ممکن نہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ دنیا کی عظیم طاقتیں اور حکومتیں مل کر یا الگ الگ جتنا چاہیں زور لگا لیں اور جماعت کے خلاف منصوبے اور سازشیں تیار کریں اور جتنا چاہیں مظالم ڈھائیں خدا کا مقرر کردہ خلیفہ اور اسداللہ انہیں پکار کر یہ اعلان کر رہا ہوتا ہے

جو خدا کا ہے اسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبہ زار و نزار

اللہ کرے کہ ہم شجر خلافت کے شیریں اثمار کے خوشہ چین بنے رہیں اور شجر خلافت احمدیہ کی آبیاری کے لئے اپنے جان و مال کا نذرانہ پیش کرتے چلے جائیں۔ تا یہ درخت سدا پھلتا پھولتا رہے تا آنکہ ساری دنیا اس کی سرسبز اور پھلوں اور پھولوں سے لدی پھندی شاخوں پر بسیرا کر کے امن و سکون حاصل کرے۔ آمین۔

SPECIALISTS IN
22 & 24 CARAT GOLD
JEWELLERY
khalid JEWELLERS
10 Progress Building,
491 Cheetham Hill Road,
Cheetham Hill,
MANCHESTER M8 7HY
PHONE & FAX
061 795 1170

ISSN: 13529587

AL FAZL INTERNATIONAL
WEEKLY-LONDON
16 Gressen Hall Road, London SW18 5QL (U.K)

TEL No: (081) 870 8517
FAX No: (081) 870 1095

تاریخ احمدیت

نشان نمائی کی عالمگیر دعوت

مارچ ۱۸۸۵ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے حکم پاکر اپنے مامور اور مجدد وقت ہونے کا دعویٰ کرتے ہوئے اعلان عام فرمایا کہ آپ حضرت قادر مطلق جلشانہ کی طرف سے مامور ہوئے ہیں۔ تا نبی ناصری اسرائیلی (مسیح) کی طرز پر کمال مسکینی فروتنی و غربت و تذلل و تواضع سے اصلاح خلق کے لئے کوشش کریں۔ نیز یہ کہ آپ کو جناب الٰہی سے یہ علم بھی دیا گیا کہ آپ مجدد وقت ہیں اور روحانی طور پر آپ کے کمالات مسیح ابن مریم کے کمالات سے مشابہ ہیں اور ایک کو دوسرے سے بشدت مناسبت و مشابہت ہے اور آپ کو خواص انبیاء و رسل کے نمونہ پر محض بہ برکت و متابعت حضرت خیرالبشر و افضل الرسل صلی اللہ علیہ وسلم ان بہتوں پر اکابر اولیاء سے فضیلت دی گئی ہے کہ جو آپ سے پہلے گزر چکے ہیں۔

ماموریت و مجددیت کے اس عظیم الشان دعویٰ کے ساتھ ہی آپ نے مذاہب عالم کے سربر آوردہ لیڈروں اور مقتدر رہنماؤں کو الٰہی بشارتوں کے تحت نشان نمائی کی عالمگیر دعوت دی کہ اگر وہ طالب صادق بنکر آپ کے یہاں ایک سال تک قیام کریں تو وہ ضرور اپنی آنکھوں سے دین اسلام کی حقانیت کے چمکتے ہوئے نشان مشاہدہ کرلیں ....

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس دعوت کی عالمگیر اشاعت کے لئے خدائی تحریک کے مطابق خاص اہتمام فرمایا۔ چنانچہ حضرت نے بیس ہزار کی تعداد میں اردو انگریزی اشتہارات شائع کئے اور ایشیا، یورپ اور امریکہ کے تمام بڑے بڑے مذہبی لیڈروں، فرمانرواؤں، مہاراجوں، عالموں، مدبروں مصنفوں اور نوابوں کو باقاعدہ رجسٹری کر کے بھجوایا اور اس زمانہ میں کوئی نامور اور معروف شخصیت ایسی نہیں چھوڑی جس تک آپ نے یہ خدائی آواز نہ پہنچائی ہو۔

اس دعوت سے بیرونی دنیا میں اس وقت بظاہر کوئی خاص جنبش نہیں ہوئی مگر ہندوستان میں جو مذاہب عالم کا عجائب گھر تھا اس نے ایک زبردست زلزلہ پیدا کر دیا اور غیر مذاہب اس درجہ مبہوت اور دہشت زدہ ہو گئے کہ کسی کو حضرت کی دعوت کے مطابق اسلام کی سچائی کا تجربہ کرنے کی جرات ہی نہ ہو سکی۔ ہندوستان کی کروڑوں کی آبادی میں سے جن لوگوں نے قادیان کی روحانی تجربہ گاہ سے آزمائش پر بظاہر رضامندی ظاہر کر دی وہ صرف تین تھے۔ منشی اندر من مراد آبادی، پادری سوفٹ، پنڈت لیکھرام۔ مگر جیسا کہ آئندہ واقعات نے کھول دیا یہ آمادگی بھی محض نمائش اور فریب تھی۔

منشی اندر من مراد آبادی نے اس دعوت کے جواب میں سرہیرا سنگھ سی ایس آئی مہاراجہ نابھہ کے اشارہ پر پہلے نابھہ اور پھر لاہور سے حضرت کو لکھا کہ وہ آسمانی نشان دیکھنے کے لئے ایک سال تک ٹھہرنا منظور کرتے ہیں۔ مگر اس شرط پر کہ سات دن کے اندر اندر چوبیس سو روپیہ ان کے لئے سرکاری بنک میں بطور پیشگی جمع کرا دیا جائے۔ گو پیشگی رقم کے مطالبہ کا حضرت کی اصل دعوت سے کوئی تعلق نہیں تھا مگر حضرت چونکہ دل سے خواہاں تھے کہ ادیان باطلہ کا کوئی علمبردار میدان امتحان میں آئے۔ اس لئے آپ نے چند ضروری اور ناگزیر شرائط کے ساتھ ان کا یہ مطالبہ تسلیم کر لیا اور لاہور میں مقیم اپنے عقیدتمندوں یعنی منشی عبدالحق صاحب، منشی الٰہی بخش صاحب اور حافظ محمد یوسف صاحب کو فوری طور پر ہدایت فرمائی کہ وہ مطلوبہ رقم مہیا کر کے منشی صاحب کو اطلاع دیں اور آپ کا جواب بھی ان تک پہنچا دیں۔ مقررہ میعاد کے اختتام میں صرف ایک رات باقی تھی۔ اس لئے جونہی حضرت کا خط لاہور میں پہنچا۔ حافظ محمد یوسف صاحب روپیہ کی تلاش میں راتوں رات اپنے ایک اہل حدیث دوست منشی سزاوار خان صاحب پوسٹ ماسٹر کے ہاں جنرل پوسٹ آفس میں پہنچے۔ اور حضرت کی ہدایت کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ روپیہ موجود ہے مگر گھر پر ہے۔ میں اس وقت جا نہیں سکتا تم چابی لے جاؤ اور جا کر روپیہ لے لو۔ اس پر حافظ صاحب ان کے گھر گئے اور ان کا پیغام دے کر چوبیس سو روپیہ لے آئے اور اپنے دوستوں سے کہا کہ یہ مرزا صاحب کی تائید ربانی کا کھلا کھلا ثبوت ہے۔ صبح ہوئی تو یہ اصحاب مطلوبہ رقم سمیت مرزا امان اللہ صاحب، منشی امیرالدین صاحب، خلیفہ رجب دین صاحب اور غالباً بابا محمد چٹو وغیرہ، لاہور کے دوسرے سرکردہ مسلمانوں کو ساتھ لے کر منشی اندر من مراد آبادی صاحب کی موعود جائے قیام پر پہنچے لیکن وفد کو یہاں آکر معلوم ہوا کہ منشی صاحب تو لاہور سے اسی روز فرید کوٹ بھاگ گئے ہیں جس روز انہوں نے حضرت کی خدمت میں مطلوبہ رقم کے لئے خط لکھا تھا۔ حضرت نے یہ ناشائستہ حرکت دیکھ کر ۳۰ مئی ۱۸۸۵ء کو ان کے فرار کا واقعہ اور اصل خط جو آپ نے وفد کے ذریعہ سے منشی صاحب کو بھجوایا۔ بلا کم و کاست پبلک کے سامنے رکھ دیا۔ منشی اندر من صاحب نے یوں برسر عام اپنی ذلت دیکھی تو ہندوؤں کی اشک شوئی کرنے اور اپنی شکست پر پردہ ڈالنے کے لئے بے سروپا اور مغالطہ انگیز اشتہار شائع کر ڈالا۔ اور لکھا کہ پہلے مرزا صاحب نے خود ہی مجھ سے بحث کا وعدہ کیا اور جب میں اسی نیت سے مشقت سفر اٹھا کر لاہور آیا تو پھر میری طرف اس مضمون کا خط بھیجا کہ ہم بحث کرنا نہیں چاہتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دوبارہ ایک اشتہار میں بڑی تفصیل سے منشی صاحب کی عہد شکنی، کنارہ کشی اور حق پوشی پر روشنی ڈالتے ہوئے بالآخر پرمیشر کے نام پر انہیں اپیل کی کہ اگر آپ طالب صادق ہیں تو آپ کے پرمیشر کی قسم دی جاتی ہے کہ آپ ہمارے مقابلہ سے ذرا کوتاہی نہ کریں۔ آسمانی نشانوں کو دیکھنے کے لئے قادیان میں آکر ایک سال ٹھہریں اور اس عرصہ میں جو کچھ وساوس عقلی طور پر آپ کے دل پر دامن گیر ہوں وہ بھی تحریری طور پر رفع کراتے جائیں۔ پھر اگر مغلوب رہے تو کس قدر فتح کی بات ہے کہ آپ کو چوبیس سو روپیہ نقد مل جائے گا اور اپنی قوم میں آپ بڑی نیک نامی حاصل کریں گے" حضرت نے منشی صاحب سے یہ وعدہ بھی کیا کہ اگر قادیان میں ایک سال تک ٹھہرنے کی نیت سے آنے کا ارادہ ظاہر کریں تو مراد آباد سے قادیان تک کا ریل کا کل کرایہ بھی انہیں بھیج دیں گے اور چوبیس سو روپیہ کسی بنک سرکاری میں الگ جمع کر دیا جائے گا۔ لیکن منشی صاحب تو مہاراجہ صاحب نابھہ کے آلہ کار بن کر محض ڈرامائی انداز میں ایک شور و غوغا بلند کرنے آئے تھے وہ بھلا اس دعوت کو کیسے قبول کر لیتے۔ چنانچہ حضرت کے جواب الجواب پر خاموش ہو گئے۔

دوسرا شخص جس نے حضرت کی دعوت پر بظاہر آمادگی کا اظہار کیا وہ پنڈت لیکھرام تھا۔ اس کے عبرتناک انجام کے ذکر پر مشتمل مضمون الفضل انٹرنیشنل کے ۱۳ مئی اور ۲۰ مئی ۹۴ء کے شمارہ میں ملاحظہ فرمایئے۔

—○○—

سانحہ ارتحال

نہایت افسوس سے اطلاع دی جاتی ہے کہ سلسلہ احمدیہ کے ایک نہایت ہی مخلص فدائی خادم اور مشرق و مغرب میں لمبا عرصہ خدمت اسلام کی سعادت پانے والے نامور مبلغ اسلام مکرم و محترم حافظ قدرت اللہ صاحب ۱۳ مئی ۱۹۹۴ء بروز جمعۃ المبارک صبح ساڑھے دس بجے لندن میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وفات کے وقت آپ کی عمر ۷۷ سال سے متجاوز تھی۔

محترم حافظ صاحب کافی عرصہ سے بعارضہ قلب بیمار تھے۔ متعدد بار دل کا حملہ ہوا۔ اسی طرح فالج کے حملہ نے بھی آپ کی صحت کو بہت کمزور کر دیا تھا۔ سانس کی تکلیف اور کمزوری بہت زیادہ ہو جانے پر آپ ۲۹ اپریل کو کوئین میری ہسپتال میں داخل ہوئے۔ ۹ مئی کو آپ کی طبیعت زیادہ خراب ہو گئی۔ ضعف قلب کے ساتھ ساتھ گردوں کی تکلیف شروع ہو گئی۔ بالآخر انہی عوارض سے آپ نے جمعہ کے روز ۱۳ مئی کو داعی اجل کو لبیک کہا اور مولائے حقیقی کے حضور حاضر ہو گئے۔

محترم حافظ صاحب مرحوم کی نماز جنازہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۶ مئی ۱۹۹۴ء کو مسجد فضل لندن کے احاطہ میں نماز ظہر سے قبل پڑھائی۔ نماز جنازہ کے بعد حضور انور نے محترم حافظ صاحب کی پیشانی پر دایاں دست مبارک رکھا اور زیر لب دعاؤں سے نوازا۔ بعد ازاں جنازہ احمدیہ قبرستان بروک ووڈ لیجایا گیا جہاں مقبرہ موصیاں میں آپ کو سپرد خاک کر دیا گیا۔ قبر تیار ہونے پر مکرم عطاء المجیب صاحب راشد امام مسجد فضل لندن نے دعا کرائی۔

مرحوم نے اپنے پیچھے اپنی اہلیہ اور چار بچے (ایک بیٹا اور تین بیٹیاں) چھوڑے ہیں جو سب شادی شدہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا حافظ و ناصر ہو۔

مختصر حالات زندگی

محترم حافظ قدرت اللہ صاحب ۲۲ فروری ۱۹۱۷ء کو سرگودھا میں پیدا ہوئے۔ زندگی کا ابتدائی دور قادیان میں گزرا۔ وہیں تعلیم پائی اور قرآن مجید حفظ کیا۔ ۱۹۳۹ء میں زندگی وقف کی اور دارالواقفین میں تربیت حاصل کرنے کے بعد ۱۹۴۵ء میں بطور مبلغ انگلستان وارد ہوئے۔ ۱۹۴۷ء میں ہالینڈ گئے جہاں مشن قائم کرنے کے بعد ۱۵ سال بھرپور خدمت کی توفیق پائی۔ دس سال انڈونیشیا میں بھی تبلیغ اسلام کی سعادت ملی۔ ۲۷ سال کا طویل عرصہ میدان جہاد میں بسر کیا۔ ریٹائرمنٹ کے بعد بھی کسی نہ کسی رنگ میں خدمت دین کا سلسلہ آخر دم تک جاری رہا۔

محترم حافظ صاحب ان دس اولین خدام میں شامل تھے جن کے اجلاس میں مجلس خدام الاحمدیہ کا قیام عمل میں آیا۔ جب لوائے احمدیت پہلی بار لہرایا گیا تو اس کی حفاظت پر مامور خدام کے گروپ میں آپ بھی شامل تھے۔ کچھ عرصہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے پرائیویٹ سیکرٹری کے طور پر بھی کام کرنے کا موقع بھی ملا۔

ادارہ الفضل محترم حافظ صاحب کی اہلیہ، سب بچوں اور دیگر افراد خاندان سے اس موقعہ پر دلی تعزیت کا اظہار کرتا ہے۔ ہماری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مکرم حافظ قدرت اللہ صاحب کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔

نقش فریادی

قسم ہے خاک پائے مصطفےٰ کی
کہ ہم خدام ختم المرسلیں ہیں
خدا کے بعد ہے عشق محمدؐ
ستم ہے پھر بھی نامسلم ہمیں ہیں

(سعید احمد اعجاز)